قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 22 فروری 2022ء | 20 رجب 1443 ہجری قمری | 22 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:45

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۴﴾ وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ﴿۳۵﴾ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ﴿۳۶﴾ وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۳۷﴾

(حٰمٓ السجدۃ:34-37)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ نہ اچھائی برائی کے برابر ہو سکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے (برابر)۔ ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔ اور یہ مقام عطا نہیں کیا جاتا مگر اُن لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا۔ اور یہ مقام عطا نہیں کیا جاتا مگر اُسے جو بڑے نصیب والا ہو۔ اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی بہکا دینے والی بات پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَبۡغَضَ الرِّجَالِ إِلَی اللّٰہِ الۡاَلَدُّ الۡخَصِمُ

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب قول اللہ تعالی: وھو ألد الخصام)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: آدمیوں میں سے سب سے زیادہ قابل نفرت اللہ کے نزدیک وہ آدمی ہے جو جھگڑالو ہو۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

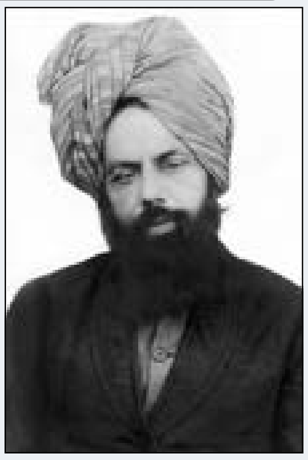

’’دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں۔ گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزبُ اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 193-194 ایڈیشن 1984ء)

فرمان خلیفہ وقت

آج اسلام ہی ہر معاملے کے حقیقی راستے دکھا سکتا ہے لیکن اس کے عملی نمونے دکھائے بغیر ہم دنیا کو قائل نہیں کر سکتے۔ ناجائز حق لینے کا تو سوال ہی نہیں اگر ہم جائز حق بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں اس لئے کہ امن قائم کرنا ہے تو امن قائم ہو گا۔ ہم جائز حق بھی چھوڑ دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور جب یہ ہو گا تو کیونکہ ایک معاشرے میں دونوں طرف سے حقوق ادا کرنے کی کوشش ہو رہی ہو گی تو دوسرا فریق بھی اگر مومن ہے تو وہ بھی ناجائز حق نہیں لے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے کا ناجائز حق لے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض دفعہ قضاء میں ایسے معاملات آتے ہیں کہ ہماری جماعت میں بھی بھائی بھائی کا حق دبا رہا ہوتا ہے یا دوسرے عزیزوں کے حق دبا رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس طرف توجہ کریں تو ہمارے قضاء کے بھی بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے لئے اسلام کیا سوچ ہمیں دیتا ہے اور صحابہ کے کیا نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ بھائیوں بھائیوں میں بعض دفعہ ناراضگی کی کوئی بات ہو جاتی ہے، بحث ہو جاتی ہے۔ حضرت امام حسن کی طبیعت بہت سلجھی ہوئی اور نرم تھی لیکن حضرت امام حسین کی طبیعت میں جوش پایا جاتا تھا۔ ان میں جو جھگڑا ہوا اس میں حضرت امام حسین کی طرف سے

بقیہ صفحہ 10 پر

اس شمارہ میں

- بزمِ بادۂ عرفان (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- جناب انیق ناجی کی خدمت میں چند گزارشات
- دیا ہے رہنما بڑھ کر خضرؑ سے

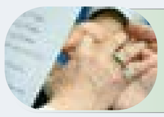

دربارِ خلافت

واقفین نو بچوں میں یہ اہم باتیں ہونی چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

پس ماں باپ کو، اُن ماں باپ کو جو اپنے بچوں کو وقفِ نَو میں بھیجتے ہیں، یہ جائزے لینے ہوں گے کہ وہ اس تحفے کو جماعت کو دینے میں اپنا حق کس حد تک ادا کر رہے ہیں؟ کس حد تک اس تحفے کو سجانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کس حد تک خوبصورت بنا کر جماعت کو پیش کرنے کی طرف توجہ دے رہے ہیں؟ وہ اپنے فرائض کس حد تک پورے کر رہے ہیں؟ ان ملکوں میں رہتے ہوئے، جہاں ہر طرح کی آزادی ہے خاص طور پر بہت توجہ اور نگرانی کی ضرورت ہے۔

اسی طرح ایشیا اور افریقہ کے غریب ملکوں میں بھی بچے کو وقف کر کے بے پرواہ نہ ہو جائیں بلکہ ماں اور باپ دونوں کا فرض ہے کہ خاص کوشش کریں۔ واقفینِ نَو بچوں کو بھی مَیں کہتا ہوں جو بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ اپنے بارے میں سوچنا شروع کر دیں، اپنی اہمیت پر غور کریں۔صرف اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ آپ وقفِ نَو ہیں۔ اہمیت کا پتہ تب لگے گا جب اپنے مقصد کا پتہ لگے گا کہ کیا آپ نے حاصل کرنا ہے۔ اُس کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ اور پندرہ سال کی عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں کو تو اپنی اہمیت اور اپنی ذمہ داریوں کا بہت زیادہ احساس ہو جانا چاہئے۔ ان آیات میں صرف ماں باپ یا نظامِ جماعت کی خواہش یا ایک گروہ یا چند لوگوں کی خواہش اور ذمہ داری کا بیان نہیں ہوا بلکہ بچوں کو بھی توجہ دلائی گئی ہے۔

پہلی بات جو ہر وقفِ نَو بچے میں پیدا ہونی چاہئے، وہ اس توجہ کی روشنی میں یہ بیان کر رہا ہوں۔ اور وہ ان آیات میں آئی ہے کہ اُس کی ماں نے اُس کی پیدائش سے پہلے ایک بہت بڑے مقصد کے لئے اُسے پیش کرنے کی خواہش دل میں پیدا کی۔ پھر اس خواہش کے پورا ہونے کی بڑی عاجزی سے دعا بھی کی۔ پس بچے کو اپنے ماں باپ کی، کیونکہ اس خواہش اور دعا میں بعد میں باپ بھی شامل ہو جاتا ہے، اُن کی خواہش اور دعا کا احترام کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نذر ہونے کا حق دار بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب اپنے دل و دماغ کو اپنے قول وفعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کی طرف توجہ ہو۔

دوسری بات یہ کہ ماں باپ کا آپ پر یہ بڑا احسان ہے اور یہ احسان کرنے کی وجہ سے اُن کے لئے یہ دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ آپ کی تربیت کے لئے اُن کی طرف سے اُٹھنے والے ہر قدم کی آپ کے دل میں اہمیت ہو۔ اور یہ احساس ہو کہ میرے ماں باپ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں مَیں نے بھی اُس کا حصہ بننا ہے، اُن کی تربیت کو خوشدلی سے قبول کرنا ہے۔ اور اپنے ماں باپ کے عہد پر کبھی آنچ نہیں آنے دینی۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کا سب سے زیادہ حق ایک واقفِ نَو کا ہے۔ اور واقفِ نَو کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ عہد سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر مَیں نے پورا کرنا ہے۔

تیسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر قربانی کے لئے صبر اور استقامت دکھانے کا عہد کرنا ہے۔ جیسے بھی کڑے حالات ہوں، سخت حالات ہوں، میں نے اپنے وقف کے عہد کو ہر صورت میں نبھانا ہے، کوئی دنیاوی لالچ کبھی میرے عہدِ وقف میں لغزش پیدا کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کا جماعت پر بہت فضل اور احسان ہے۔ خلافتِ ثانیہ کے دور میں تو بعض موقعوں پر، بعض سالوں میں قادیان میں ایسے حالات بھی آئے، اتنی مالی تنگی تھی کہ جماعتی کارکنان کو کئی کئی مہینے اُن کا جو بنیادی گزارہ الاؤنس مقرر تھا، وہ بھی پورا نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح شروع میں ہجرت کے بعد ربوہ میں بھی ایسے حالات رہے ہیں لیکن ان سب حالات کے باوجود کبھی اُس زمانے کے واقفینِ زندگی نے شکوہ زبان پر لاتے ہوئے اپنے کام کا حرج نہیں ہونے دیا۔ بلکہ یہ تو دُور کی باتیں ہیں۔ستّر اور اسّی کی دہائی میں افریقہ کے بعض ممالک میں بھی ایسے حالات رہے جو مشکل سے وہاں گزارہ ہوتا تھا۔ جو الاؤنس جماعت کی طرف سے ملتا تھا، وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس دن میں ختم ہو جاتا تھا۔ مقامی واقفین تو جتنا الاؤنس اُن کو ملتا تھا اس میں شاید دن میں ایک وقت کھانا کھا سکتے ہوں۔ لیکن انہوں نے اپنے عہدِ وقف کو ہمیشہ نبھایا اور تبلیغ کے کام میں کبھی حرج نہیں آنے دیا۔

چوتھی بات یہ کہ اپنے آپ کو اُن لوگوں میں شامل کرنے کے احساس کو ابھارنا اور اس کے لئے کوشش کرنا جو نیکیوں کے پھیلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ اپنے اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کرنا، جب ایسے اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم ہوں گے، نیکیاں سرزد ہو رہی ہوں گی، برائیوں سے اپنے آپ کو بچا رہے ہوں گے تو ایسے نمونے کی طرف لوگوں کی توجہ خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ لوگوں کی آپ پر نظر پڑے گی تو پھر مزید اس کا موقع بھی ملے گا۔ پس یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا بہت ضروری ہے اور کوشش بھی ساتھ ہو۔

پانچویں بات یہ کہ نیکیوں اور برائیوں کی پہچان کے لئے قرآن اور حدیث کا فہم و ادراک حاصل کرنا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور ارشادات کو پڑھنا۔ اپنے دینی علم کو بڑھانے کے لئے ہر وقت کوشش کرنا۔ بیشک ایک بچہ جو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرتا ہے وہاں اُسے دینی علم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن وہاں سے پاس کرنے کے بعد یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب میرے علم کی انتہا ہوگئی۔ بلکہ علم کو ہمیشہ بڑھاتے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے،

بقیہ صفحہ 14 پر

بزمِ بادۂ عرفان

ہم نے جو پیمانِ بیعت اپنے مرشد سے کیا
ہر کوئی اس کو نبھائے گا وہ جب تک بھی جیا

قدرتِ ثانی کا یہ مظہر ہے وہ ابرِ کرم
آسمانی پانی جس سے ہم نے بھی ہر دم پیا

چاہے کتنی آندھیاں ہوں، کیسے ہی طوفاں اٹھیں
جھلملائے گا نہ جان و دل میں روشن یہ دیا

بادۂ عرفان بٹتا ہے اسی کی بزم میں
جو گیا اس نے بقدرِ ظرف حصّہ بھی لیا

اپنی پُر شفقت دعاؤں میں سموئے دردِ دل
چاک دا مانوں کا اس نے پیار سے دامن سیا

پیار ہے سب سے اسے نفرت کسی سے بھی نہیں
یہ پیامِ آگہی اس نے جہاں بھر کو دیا

ہو عمل اس پر تو ہر جا پر ہو امن و آشتی
چاہے یورپ ہو کہ امریکہ ہو یا ہو ایشیا

مبارک احمد عابد۔ امریکہ

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 33

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔ نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

اصل بات یہ ہے کہ خدا کی معیت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ خدا ہی کی معیت ہو تو تبدیلی ہوتی ہے اور پھر اس کی خواہشیں اور اور جگہ لگ جاتی ہیں اور خدا کی نافرمانی اسے ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے موت۔ بالکل ایک معصوم بچہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے کوشش کرے کہ دقیق در دقیق پرہیزگار ہو جاوے۔ جب نماز میں کوئی خطرہ پیش آوے۔ اس وقت سلسلہ دعا کا شروع کر دے یہ مشکلات اس وقت تک ہیں کہ جب تک نمونہ قدرتِ الٰہی کا نہیں دیکھتا۔ کبھی دہریہ ہو جاتا ہے کبھی کچھ۔ بار بار ٹھوکریں کھاتا ہے۔ جب تک خدا کی معرفت نہ ہو گناہ نہیں چھوٹ سکتا۔ دیکھو جو لوگ جاہل ہیں۔ ڈاکہ مارتے ہیں۔ چوریاں کرتے ہیں۔ لیکن جن کو علم ہے کہ اس سے ذلت ہوگی۔ خواری ہوگی وہ ایسے کام کرتے شرماتے ہیں کیونکہ ان کی عظمت میں فرق آتا ہے۔ اس لئے ڈاکہ والوں کا یہ بھی علاج ہے کہ ان کی تعظیم کی جاوے اور ان کو بڑا آدمی بنا دیا جاوے۔ تاکہ پھر ان کو ڈاکہ مارتے شرم آوے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 35-36، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

توبہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ گناہ کو ترک کرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا۔ بدی چھوڑ کر نیکی کی طرف آگے قدم بڑھانا۔ توبہ ایک موت کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پا کر دنیا میں آیا ہے نہ اس کی وہ چال ہو نہ اس کی وہ زبان نہ ہاتھ نہ پاؤں، سارے کا سارا نیا وجود ہو جو کسی دوسرے کے ماتحت کام کرتا ہوا نظر آجاوے۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں یہ تو کوئی اَور ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں۔ یہ برکات کا سرچشمہ ہے۔ درحقیقت اولیاء اور صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے اور پھر اس پر مضبوط ہو جاتے ہیں۔ وہ گناہ سے دور اور خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی، قطب اور غوث کہلا سکتا ہے۔ اسی حالت سے وہ خدا کا محبوب بنتا ہے اس کے بعد بلائیں اور مصائب جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 288-289، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

توبہ کے درخت بو لو تا تم اس کے پھل کھاؤ۔ توبہ کا درخت بھی بالکل ایک باغ کے درخت کی مانند ہے جو جو حفاظتیں اور خدمات اس باغ کے لیے جسمانی طور سے ہیں وہی اس توبہ کے درخت کے واسطے روحانی طور پر ہیں پس اگر توبہ کے درخت کا پھل کھانا چاہو تو اس کے متعلق قوانین اور شرائط کو پورا کرو ورنہ بے فائدہ ہوگا۔

یہ خیال نہ کرو کہ توبہ کرنا مرنا ہوتا ہے۔ خدا قلیل شے سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ دھوکا کھاتا ہے۔ دیکھو اگر تم بھوک کو دور کرنے کے لیے ایک لقمہ کھانے کا کھاؤ یا پیاس کے دور کرنے کے لیے ایک قطرہ پانی کا پیو تو ہرگز تمہاری مقصد برآری نہ ہوگی۔ ایک مرض کے دفع کرنے کے واسطے ایک طبیب جو نسخہ تجویز کرتا ہے جب تک اس کے مطابق پورا پورا عمل نہ کیا جاوے تب تک اس کے فائدہ کی امید امر موہوم ہے اور پھر طبیب پر بھی الزام۔ غلطی اپنی ہی ہے اسی طرح توبہ کے واسطے مقدار ہے اور اس کے بھی پرہیز ہیں۔ بدپرہیز بیمار صحت یاب نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 296-297، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

نفس کے ہم پر حقوق

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس میں دو قسم کی عورتوں سے مثال دی ہے۔ اوّل فرعون کی بیوی سے اور ایک مریم سے۔ پہلی مثال میں یہ بتایا ہے کہ ایک مومن اس قسم کے ہوتے ہیں جو ابھی اپنے جذبات نفس کے پنجہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور ان کی بڑی آرزو اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ خدا ان کو اس سے نجات دے۔ یہ مومن فرعون کی بیوی کی طرح ہوتے ہیں کہ وہ بھی فرعون سے نجات چاہتی تھی مگر مجبور تھی۔ لیکن جو مومن اپنے تئیں تقویٰ اور طہارت کے بڑے درجہ تک پہنچاتے ہیں اور احصان فرج کرتے ہیں پھر خدا تعالیٰ ان میں عیسیٰ کی روح نفخ کر دیتا ہے۔ نیکی کے یہ دو مرتبے ہیں جو مومن حاصل کر سکتا ہے مگر دوسرا وہ بہت بڑھ کر ہے کہ اس میں نفخ روح ہو کر وہ عیسیٰ بن جاتا ہے یہ آیت صاف اشارہ کرتی ہے کہ اس امت میں کوئی شخص مریم صفت ہوگا کہ اس میں نفخ روح ہو کر عیسیٰ بنا دیا جاوے گا۔ اب کوئی عورت تو ایسی ہے نہیں اور نہ کسی عورت کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اس سے یہی مراد ہے کہ اس امت میں ایک ایسا انسان ہوگا جو پہلے اپنے تقویٰ و طہارت اور احصان و عفت کے لحاظ سے صفت مریمیت سے موصوف ہوگا اور پھر اس میں نفخ روح ہو کر صفات عیسوی پیدا ہوں گی۔ اب اس کی کیفیت اور لطافت براہین احمدیہ سے معلوم ہوگی کہ پہلے میرا نام مریم رکھا۔ پھر اس میں روح صدق نفخ کر کے مجھے عیسیٰ بنایا۔ مومنوں کی جو یہ دو مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 47، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

امت کی دو ہی قسم ہیں۔ ایک فرعون کی بیوی اور دوسرے مریم بنت عمران اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے مِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ وَ مِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ (فاطر: 33) ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ نفس امارہ کے تابع ہیں کہ جس راہ پر نفس نے ڈالا اسی راہ پر چل پڑے اور وہ صُمٌّۢ بُكۡمٌ کی طرح ہوتے ہیں اور ان کی مثال بہائم کی ہے۔ اس لئے کسی مد میں نہیں آ سکتے اور یہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ پھر ان کے بعد نفس لوامہ والے جو کہ فرعون کی بیوی ہیں۔ یعنی ان کو نفس ہمیشہ ملامت کرتا رہتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ امارہ سے ان کو آزادی ملے یہ کم ہوتے ہیں اور پھر ان سے کم نفس مطمئنہ والے یعنی مریم بنت عمران۔ جس زمانے کا وعدہ خدا نے کیا ہوا تھا ضرور تھا کہ اس میں ایک نفس مریم کی طرح ہوتا اور اس زمانے میں خدا نے فیہ میں ضمیر مذکر کی استعمال کی ہے تا کہ اشارہ اس طرف ہو کہ ایک مرد ہوگا جو صفات مریمیت حاصل کر کے عیسیٰ ہوگا۔

(البدر جلد 2 نمبر 3 مورخہ 6 فروری 1903ء صفحہ 20)

دنیا میں جس قدر چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ انسان کے لیے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی راحتوں کے سامان ہیں۔ میں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں پڑھا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے مراقبہ بلی سے سیکھا ہے۔ اگر انسان نہایت پر غور نگاہ سے دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ جانور کھلے طور پر خُلق رکھتے ہیں۔ میرے مذہب میں سب چرند و پرند ایک خلق ہیں اور انسان اس کے مجموعہ کا نام ہے یہ نفس جامع ہے اور اسی لیے عالم صغیر کہلاتا ہے کہ کل مخلوق کے کمال انسان میں یکجائی طور پر جمع ہیں اور کل انسانوں کے کمالات بہیئت مجموعی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں اور اسی لیے آپ کل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ (القلم: 5) میں بھی اسی مجموعہ کمالات انسانی کی طرف اشارہ ہے اسی صورت میں عظمتِ اخلاق محمدی کی نسبت غور کر سکتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ پر نبوت کاملہ کے کمالات ختم ہوئے یہ ایک مسلّم بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علّتِ غائی کے اختتام پر ہوتا ہے۔ جیسے کتاب کے جب کُل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی طرح پر رسالت اور نبوت کی علّتِ غائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک سلسلہ ہے جو چلا آیا ہے اور کامل انسان پر آ کر اس کا خاتمہ ہو گیا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 147، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

اب موقع ہے کہ تم خدا کے سامنے اپنے آپ کو درست کر لو اور اس کے فرائض کی بجا آوری میں کمی نہ کرو۔ خلق اللہ سے کبھی بھی خیانت، ظلم، بدخلقی، ترشروئی، ایذادہی سے پیش نہ آؤ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو کیونکہ ان چیزوں کے بدلے میں بھی خدا مؤاخذہ کرے گا۔ جس طرح خدا کے احکام کی نافرمانی، اس کی عظمت، توحید اور جلال کے خلاف کرنے اور اس سے شرک کرنا گناہ ہیں اسی طرح اس کی خلق سے ظلم کرنا۔ اور ان کی حق تلفیاں نہ کرو۔ زبان یا ہاتھ سے دکھ یا کسی قسم کی گالی گلوچ دینا بھی گناہ ہیں پس تم دونوں طرح کے گناہوں سے پاک بنو اور نیکی کو بدی سے خلط ملط نہ کرو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 326، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

تم لوگوں نے جو میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اسی پر بھروسہ نہ کر لینا صرف اتنی ہی بات کافی نہیں۔ زبانی اقرار سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک عملی طور سے اس اقرار کی تصدیق نہ کر کے دکھلائی جاوے۔ یوں زبانی تو بہت سے خوشامدی لوگ بھی اقرار کر لیا کرتے ہیں مگر صادق وہی ہے جو عملی رنگ سے اس اقرار کا ثبوت دیتا ہے۔ خدا کی نظر انسان کے دل پر پڑتی ہے۔ پس اب سے اقرار سچا کر لو اور دل کو اس اقرار میں زبان کے ساتھ شریک کر لو کہ جب تک قبر میں جاویں ہر قسم کے گناہ سے شرک وغیرہ سے بچیں گے۔ غرض حق اللہ اور حق العباد میں کوئی کمی یا سستی نہیں کریں گے۔ اسی طرح سے خدا تم کو ہر طرح کے عذابوں سے بچاوے گا اور تمہاری نصرت ہر میدان میں کرے گا۔ ظلم کو ترک کرو، خیانت، حق تلفی اپنا شیوہ نہ بناؤ اور سب سے بڑا گناہ جو غفلت ہے اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 328، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سبّ و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے کیونکہ وہ مریدوں میں تو داخل نہیں ہے۔ ہمارا کیا حق ہے کہ اس سے وہ ادب اور ارادت چاہیں جو مریدوں سے چاہتے ہیں۔ یہ بھی ہم ان کا احسان سمجھتے ہیں کہ نرمی سے باتیں کریں۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیارت کرنے والے کا تیرے پر حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مہمان کو ذرا سا بھی رنج ہو تو وہ معصیت میں داخل ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ ٹھہریں۔ چونکہ کلمہ کا اشتراک ہے جب تک یہ نہ سمجھیں جو کہیں ان کا حق ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 201-202، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوز: عنبرین نعیم)

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

سدوم کی تباہی

قسط 5

قوم کہتی تھی کہ تم دشمن کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف سازشیں کرتے ہو۔ اس لئے آئندہ کوئی اجنبی شخص تمہارے گھر نہ آئے۔ ورنہ ہم سے برا کوئی نہ ہو گا۔حضرت لوطؑ کا کہنا تھا کہ میں تمہارا دشمن نہیں بلکہ خیر خواہ ہوں۔ میری بات سنو اور اپنی بری حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ پھر ایک دن بات بڑھ گئی اور فیصلے کا وقت آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا کہ کل اس قوم کو تباہ کر دیا جائے گا۔

ایک ایسی قوم کا واقعہ جن میں ایک بھی عقلمند آدمی نہ تھا

یہ خبر واقعی بہت تکلیف دہ تھی کہ سدوم کے رہنے والوں پر ایک بہت بڑی تباہی آنے والی ہے۔ اس خبر کو سن کر پریشان ہونا ایک طبعی بات تھی۔ گو سدوم کے باشندوں کے متعلق سب جانتے تھے کہ وہ انتہائی بدکردار اور گندے لوگ ہیں لیکن یہ خبر سن کر حضرت ابراہیمؑ اس لئے فکرمند ہو گئے تھے کہ اس بستی میں خدا کے ایک نبی حضرت لوطؑ اور ان کے چند ماننے والے بھی رہتے تھے۔ یہ بستی جس میں حضرت لوطؑ نبی بنا کر بھیجے گئے تھے بحیرہ مردار کے ساحل پر واقع تھی۔ یہاں کے لوگ اپنی بدکرداری اور ظلم میں بہت بڑھ چکے تھے۔ چوری ڈاکہ ان کا عام معمول تھا۔ ان کی مجالس میں ہمیشہ بدی کے تذکرے ہوتے تھے۔ بے حیائی اور بے راہ روی ان کی فطرت میں رچ بس گئی تھی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اس قوم کی اصلاح کے لئے حضرت لوطؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔

آپ کے والد کا نام هاران تھا اور آپ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں ہی سدوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ عراق سے اس علاقے میں آئے تھے۔حضرت لوطؑ اپنی قوم کی خرابیاں دیکھ کر شدید تکلیف محسوس کرتے تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ یہ لوگ باز آ جائیں اور نیکی کی راہوں پر گامزن ہو جائیں۔ آپ ان لوگوں سے کہتے کہ اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ میں جو تمہیں برائیوں سے روکتا ہوں اس میں میرا ذاتی مقصد کچھ بھی نہیں ہے۔ میں تو صرف تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔ آپ انہیں تبلیغ کرتے رہتے اور خدا تعالیٰ کی پکڑ سے ڈراتے رہتے لیکن وہ ماننے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔نصیحت کے جواب میں الٹا وہ حضرت لوطؑ کو تنگ کرتے۔ کہتے یہ دیکھو! بڑا ہم کو نصیحت کرتا ہے۔ بڑا پاکباز بنا پھرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہمارے عمل گندے ہیں۔ اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ یہ بڑی عجیب صورت حال تھی کہ قوم مسلسل انکار کیے جارہی تھی اور حضرت لوطؑ مسلسل انہیں نیکیوں کی طرف بلا رہے تھے۔بستی کے لوگ حضرت لوطؑ کی کھل کر مخالفت کر رہے تھے۔ وہ خود بھی آپ کی باتوں پر کان نہ دھرتے تھے اور آپ کو یہ دھمکی بھی دے رکھی تھی کہ باہر سے بھی کوئی مہمان تمہارے پاس نہیں آنا چاہیے کیونکہ عین ممکن ہے کہ تم بیرونی لوگوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کوئی منصوبہ بنا لو اس لئے تمہارے گھر میں کوئی مہمان باہر سے نہ آئے۔ یہ ایک نہایت احمقانہ پابندی تھی۔حضرت لوطؑ خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ وہ دشمنوں کے ایجنٹ تو تھے نہیں کہ قوم کے خلاف دشمنوں سے ساز باز کر لیتے لیکن مخالفت نے قوم کو اندھا کر رکھا تھا۔ اس لئے انہوں نے آپ کو منع کیا ہوا تھا کہ غیر لوگ تمہارے گھر میں نہ آئیں۔

در اصل حضرت لوطؑ بنیادی طور پر عراق کے رہنے والے تھے اور سدوم نامی یہ بستی فلسطین میں بحیرہ مردار کے ساحل پر واقع تھی۔حضرت لوطؑ عراق سے اپنے چچا کے ساتھ ان علاقوں کی طرف آئے تھے اور پھر اسی علاقے میں آپ کو نبوت کرنے کا حکم مل گیا۔غیر علاقے کا ہونے کی وجہ سے بستی کے لوگ پہلے ہی شکوک میں مبتلاء تھے آپ کی نبوت کے اعلان نے انہیں اور زیادہ شک میں ڈال دیا۔ وہ آپ کی نگرانی کرتے اور بیرونی لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے منع کرتے۔

یہ وہ حالات تھے جن میں آپ تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ آپ کا دل چاہتا تھا کہ لوگ توبہ کر کے نیک بن جائیں لیکن قوم کی بد اعمالی اس قدر بڑھ چکی تھی کہ وہ کوئی نصیحت سمجھتے ہی نہ تھے۔

آخر خدا تعالیٰ نے اس ظالم قوم کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور حضرت ابراہیمؑ کو بھی اس بات کی خبر دی کہ اب اس قوم پر تباہی آنے والی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ چونکہ حضرت لوطؑ سے محبت کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ سدوم میں تبلیغ کا فرض سرانجام دے رہے ہیں اس لئے اس خبر کو سن کر پریشان ہونا ایک طبعی بات تھی۔حضرت ابراہیمؑ اسی پریشانی کی بناء پر خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے عرض کی کہ اے اللہ سدوم میں لوطؑ اور اس کے ماننے والے نیک لوگ بھی ہیں۔ کیا نیکوں کی موجودگی کے باوجود عذاب آ جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہاں پچاس آدمی بھی نیک اور صالح ہوں تو میں اس بستی کو عذاب سے بچا لوں گا۔حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی اگر چالیس ہوں تو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر اتنے بھی ہوں تب بھی بچا لوں گا۔حضرت ابراہیمؑ اس تعداد کو کم کرتے کرتے دس تک لے آئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے اگر دس افراد بھی اس بستی میں نیک و پاکباز ہوں تو میں اس بستی کو بچا لوں گا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ سمجھ گئے کہ اس بستی میں دس نیک لوگ بھی موجود نہیں ہیں اور سدوم کی تباہی اب لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا اے ابراہیمؑ! ہم اس قوم کے لئے تیرے دردمند دل کی قدر کرتے ہیں لیکن اس دعا کو چھوڑ دے کیونکہ اس قوم کی تباہی کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اب اس عذاب کو کوئی بھی ٹال نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کو بھی بتا دیا کہ ان کی قوم کی تباہی کا وقت قریب ہے۔ البتہ ہم تجھے اور تیرے ماننے والوں کو اس عذاب سے بچا لیں گے۔

اب سخت دن آنے والے تھے کیونکہ قوم مسلسل اپنے برے مشغلوں میں مصروف تھی اور بالآخر ایک دن انتہا ہو گئی اور خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھا۔ ہوا یوں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندے جنہیں اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ بتلا دیا تھا کہ قوم لوط کی تباہی کا وقت آ چکا ہے۔حضرت لوطؑ سے ملنے کے لئے اور یہ بات بتانے کے لئے حضرت لوطؑ کے گھر آئے۔ سدوم کے لوگوں نے چونکہ آپ کو منع کر رکھا تھا کہ کوئی شخص جو بستی کا باشندہ نہ ہو تمہارے پاس نہیں آنا چاہیے۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ کچھ مہمان حضرت لوطؑ کے پاس آئے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے کہ آج ہمیں لوط (علیہ السلام) کو رسوا کرنے کا موقع مل جائے گا۔ لوط (علیہ السلام) نے چونکہ ہمارے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے آج ہم اسے خوب ذلیل کریں گے اور اس کے ان مہمانوں کے سامنے اس کی بے عزتی کریں گے۔ چنانچہ شور پڑ گیا اور بستی کے لوگ جلوس کی صورت میں حضرت لوطؑ کے گھر آ پہنچے۔ آتے ہی انہوں نے بدزبانی شروع کر دی اور اپنی بدفطری کی بناء پر مہمانوں کو گھر سے نکالنے کا مطالبہ کیا۔حضرت لوطؑ قوم کے سامنے آئے۔ انہیں بتایا کہ دیکھو! میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میں تمہارے خلاف کوئی سازش نہیں کر رہا میں اور میرے اہل و عیال تمہارے ساتھ اس بستی میں رہتے ہیں۔ میری بیٹیاں یہاں بیاہی ہوئی ہیں۔ اگر تم یہ کہو کہ کیا ضمانت ہے کہ میں تمہارا دشمن نہیں تو میری بیٹیاں جن کے گھر یہاں ہیں ایک کافی ضمانت ہیں۔ ان کی موجودگی میں کس طرح اس بستی کے خلاف کوئی کام کر سکتا ہوں۔تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟ کیا تم میں کوئی ایک بھی عقلمند انسان نہیں ہے جو اس بات کو سمجھ سکے۔ لیکن وہ نادان لوگ دشمنی میں اندھے ہو چکے تھے۔ کہنے لگے یہ ضمانت وغیرہ کی بات چھوڑو ہمیں معلوم ہے کہ تمہاری بیٹیاں یہاں بیاہی ہوئی ہیں ہم جو بات کہہ رہے ہیں اس کا جواب دو۔ ہم نے تمہیں منع کیا تھا کہ اجنبی لوگوں کو گھر نہ لایا کرو تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تم کیوں ہماری بات نہیں سمجھتے؟

حضرت لوطؑ ان کی اس کج بحثی کا کیا جواب دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس کوئی طاقت ہوتی تو میں تمہیں بدی سے روکتا۔ بس صرف اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ ہے میں اس کی پناہ میں آتا ہوں۔تم نے مجھے دکھ دینے میں انتہا کر دی میں نے ہمیشہ تمہاری خیر خواہی کی اور تم ہمیشہ میری مخالفت کی کوشش کرتے رہے۔ مجھے تنگ کرتے رہے اور میری عزت اچھالنے کے خواہش مند رہے۔ ٹھیک ہے! آج کے بعد تم جانو اور خدا جانے۔ اب وہی تم سے معاملہ کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ دکھی دل کے ساتھ گھر واپس آ گئے۔ مہمان جنہیں پہلے ہی اللہ تعالیٰ قوم سدوم کی ہلاکت کے بارے میں الہاماً بتا چکا تھا انہوں نے حضرت لوطؑ کا غم دیکھ کر کہا آپ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ اس قوم کی تباہی کا فیصلہ کر چکا ہے اور ہم یہی بات آپ کو بتانے آئے تھے۔ آپ کی اور آپ کے ماننے والوں کی اللہ تعالیٰ خود حفاظت کرے گا۔ اب آپ یوں کریں کہ اس بستی سے ہجرت کی تیاری کریں اور رات کے کسی حصے میں یہاں سے نکل جائیں یہ بستی صبح کے وقت تباہ کر دی

بقیہ صفحہ 10 پر

حلیم خان شاہد۔مربی سلسلہ کٹک،اڈیشہ،انڈیا

دیا ہے رہنما بڑھ کر خضرؑ سے

حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

’’اولیا کرام کی کتابوں میں خضر کی ملاقات کا ذکر آتا ہے۔اب سوال ہوتا ہے کہ خضر کیا چیز ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ایک نبی کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ولی کا نام ہے صوفی کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ ہدایت ملی وہ خضر ہے۔ چنانچہ ایک شعر آپ نے بھی سنا ہوگا کہ۔

؎ تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

یہاں ہر ہادی کا نام خضر رکھا ہے۔تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ خضر فرشتہ کا نام ہے جیسے جبرئیل آنحضرتؐ کے پاس آیا خضر حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔کتب سابقہ میں معراج نامہ موسی ایک کتاب ہے اس میں فرشتہ کا نام خضر لکھا ہے اور میری تحقیقات میں خضر ہی صحیح ہے اور اسی کو خضر بنالیا۔۔۔۔ وہ ایک فرشتہ ہے خواہ وہ فرشتہ ہے خواہ متمثل ہوکر نظر آوے یا کسی آدمی کے ذریعہ تحریک کردے۔میری تحقیقات میں ایسی تحریک فرشتہ ہی کا کام ہے۔چونکہ ہر ہادی اور رہبر اسکی تحریک سے کام کرتا ہے اسلئے وہ خضر کہلاتا ہے۔‘‘

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 362- 363)

اب پورے کائنات میں ایک ہی وہ وجود ہے جو سب سے بہترین ہادی ورہبر وخضر کہلاتا ہے وہ ہے میرے محبوب آقا حضرت محمد ﷺ۔میری اس بات سے ذیل میں تحریر اقتباسات سے تقویت حاصل ہوسکتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’میں سمجھتا ہوں کہ حضرت موسیٰؑ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ کے دکھانے کے لئے اللہ تعالی نے یہ کشف دکھایا اور اس کشف کا خضر میرا محمدؐ ہی ہے جسکے ساتھ چلنے کی موسیٰ علیہ السلام کو طاقت نہ تھی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 سورہ کہف صفحہ 470)

اسی طرح حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

’’کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکام الٰہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں۔کوئی صوفی،کوئی مست قلندر،بالغ مرد،بالغ عورت کوئی ہو۔اس سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتے۔اب کوئی وہ خضر نہیں ہوسکتا جولن تستطیع معی صبرا بول اٹھے۔یہ وہ موسیٰ ہے جس سے کوئی الگ نہیں ہوسکتا کوئی آدمی مقرب نہیں ہوسکتا جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی اتباع نہ کرے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 495)

اسی طرح حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تمثیل میں اُس بزرگ کی صورت میں دکھایا گیا ہے جسے عوام الناس حضرت خضر کہتے ہیں اور بتایا گیا کہ جو حکمتیں اس کو عطا کی جائیں گی وہ موسیٰ علیہ السلام کی پہنچ سے بالا ہیں اور ان کی کُنہ تک پہنچنے کے لئے جس صبر کی ضرورت ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا نہیں ہوا تھا۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰؑ پر یہ فضیلت عطا ہوئی کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے ہمراز بنائے گئے۔‘‘

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ،صفحہ 484)

؎ دیا ہے رہنما بڑھ کر خضر سے
خدا بھی ہم پہ کیسا مہربان ہے

پس خدا کا یہ فضل واحسان ہے کہ ہمیں ایسا رہنما دیا ہے جس کے بارے میں خود اللہ تبارک تعالی نے کہا کہ اے محمدؐ!اگر تجھے نہ پیدا کرتا تو میں یہ کائنات کو نہ پیدا کرتا۔آپ اس دنیا میں آئے اور اپنے قوت قدسی واخلاق فاضلہ سے وحشی صفت انسانوں کو با اخلاق وخدانما انسان بنادیا۔یہ قانون قدرت ہے کہ جہاں ترقی ہوتی ہے وہاں تنزل کا امکان بھی رہتا ہے اور جب کوئی دنیا میں آتا ہے تو اسے اس فانی دنیا سے جانا بھی ہوتا ہے۔ہر نبی دنیا میں آئے اور اپنا کام ختم کر کے رخصت ہوئے کیونکہ وہ ایک علاقے اور محدود زمانے تک کے لئے دنیا میں آئے تھے لیکن اس رہنمانے تو پوری دنیا کو راستہ دکھانا تھا اور تاقیامت اسکا فیض جاری رہنا تھا۔ایک طرف دین اسلام کی کامیابی کی خوش خبری ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے دی کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4) تو دوسری طرف آنحضرت ﷺ کو یہ تنبیہ بھی فرمائی کہ یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ

(مشکوۃکتاب العلم)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے امت واحدہ کے عبرتناک مستقبل کا علم دیا گیا تھا کہ بیرونی دشمن نہیں بلکہ امت کے اندرونی دشمن یعنی علماء امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیں گے۔اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح آستانہ الٰہی پر پڑی رہی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بشارت کا انکشاف نہ ہوگیا۔جو الہ ابو داود کتاب الملاحم روایت ہے۔

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔‘‘

ہم میں سے ہر ایک مسلمان گواہ ہے کہ اللہ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورے آب وتاب کے ساتھ پورا کیا۔اس بہترین رہنما کے لئے اللہ تعالی نے وہ سامان پیدا کئے کہ تاقیامت اس خضر کی تعلیمات واسوہ زندہ رہا زندہ ہے اور زندہ رہیگا۔ان شاء اللہ

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید ومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالی غیر قوموں کو نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ اور ابوالحسن خرقانیؒ اور بایزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ اور محی الدین ابن عربیؒ اور ذوالنون مصریؒ،معین الدین چشتی اجمیریؒ اور قطب الدین بختیار کا کیؒ اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسلام میں گزرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے۔۔۔۔میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نہایت صحیح تحقیقات سے دریافت کیا ہے کہ جہاں تک بنی آدم کے سلسلہ کا پتہ لگتا ہے سب پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر اسلام میں اسلام کی تائید میں اور آنحضرت ﷺ کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں انکی نظیر دوسرے مذاہب میں ہر گز نہیں۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 91-92)

اسی طرح آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کہ لَوْكَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ (مسلم) کے عین مطابق اس پر آشوب زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے اللہ تعلیٰ کی حکم سے اپنے آپ کو چودویں صدی کا مجدد کے طور پر اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

’’مجھے اُس خدائے کریم وعزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور اُس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اُس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کر لے جس کا اُس نے ارادہ فرمایا ہے۔اس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور کے لئے مامور فرمایا۔‘‘

(اربعین حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 348)

آپؑ اس زمانہ میں دنیا میں آئے جب دشمنان اسلام چوطرفہ اسلام پر حملے کر رہے تھے۔آپ نے آنحضرت ﷺ جو پورے دنیا کے لئے بہترین خضر تھے کی نمائندگی کی اور دین اسلام کو ایک عظیم الشان مقام پر پہنچایا جسکی اپنے تو اپنے غیروں نے بھی تعریف کی۔اخبار کیل امرتسر کے ایڈیٹر آپؑ کے وفات پر لکھتا ہے۔

’’غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا

جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے۔ قائم رہے گا۔''

(بحوالہ بدر 18 جون 1908ء صفحہ 2-3، تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 561)

؎ ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم خضر یعنی ہمارے پیارے آقا ﷺ کی تعلیمات کو اس غلام صادق کے بعد بھی جاری رکھنا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

''تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذارساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے۔''

(مسند احمد بن حنبلؒ حدیث 17680 مجمع الزوائد کتاب المناقب باب الولید جلد 9 صفحہ 413)

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے قبل اپنی جماعت کو قدرت ثانی کے ظہور کی خوشخبری عطا فرمائی کہ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور یہ قدرت ثانیہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ ان شاء اللہ

آپؑ فرماتے ہیں۔

''سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

آپؑ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خضر کی تعلیمات کو جاری رکھنے کے لئے خلفاء احمدیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ تمام خلفاء کرام نے اسلام کی بہبودی کے لئے وہ رہنمائی فرمائی جو اکناف عالم میں ایک مثال بنی۔ ہم احمدی مسلمان خوش قسمت ہیں کہ اس خضر کی قائم کردہ رہنما اصولوں کو خلافت خامسہ کے ذریعہ اپنے زندگی کا حصہ بنا رہے ہیں۔ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

''دین میں اور روحانیت میں کوئی خود بخود اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کے راستے تلاش نہیں کرسکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی چنیدہ بندہ وہ راستے نہ دکھائے۔ اور اس زمانے میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ چنیدہ بندہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ معیار صرف کچھ عبادت کرکے حاصل نہیں ہوجاتے اور نہ ہی نیکیوں کی انتہا کچھ نیکیاں حاصل کرنے سے ہوجاتی ہے بلکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور مسلسل سفر ہے جس پر چلتے ہوئے جب مومن اپنے خیال میں منزل کے قریب پہنچتا ہے تو اسے اور منزلیں نظر آنی شروع ہوجاتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 29/ اپریل 2005ء)

نیز آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے امامِ وقت کی بیعت کی اور ان جاہلوں میں شامل نہیں ہوئے جو امامِ وقت کے انکاری ہیں۔ لیکن اگر ہمارے عمل اس قبول کرنے کے بعد بھی جہالت والے رہے تو اپنے آپ کو عملاً اس بیعت سے باہر نکالنے والی بات ہوگی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے بھی باہر نکل رہے ہوں گے۔

پس بیعت کے بعد اپنی سوچوں کو درست سمت میں رکھنا اور کامل اطاعت کے نمونے دکھانا انتہائی ضروری ہے۔ زمانے کے امام نے اپنی بیعت میں آنے والوں کے معیار کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ: ''ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے۔ محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔'' یعنی عملی حالت اگر اس تعلیم کے مطابق نہیں تو صرف نام لکھوا کر جماعت میں شامل ہونے والی بات ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل میں میری نظر میں تو وہ جماعت میں نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''......اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 439)

(خطبہ جمعہ 24/ مئی 2019ء)

پس ان اعلیٰ منازل ومعیار کو حاصل کرنے کے لئے موجودہ دور میں اس خضر کے نمائندہ و خلیفہ وقت کی ہر بات و ہدایت کو ماننا ضروری ہے تبھی جاکر ہم اسلام کی بہترین تعلیمات سے اپنے آپ کو مزین کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

؎ یا رہنما ہے بڑھ کر خضرؑ سے
خدا بھی ہم پہ کیسا مہربان ہے

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ

(صحیح مسلم کتاب القدر، باب تصریف قلوب اللہ تعالیٰ کیف یشاء: حدیث نمبر: 6750)

ترجمہ: اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔

یہ سید ومولیٰ، خیر البشر، خاتم الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی کامل اطاعتِ الٰہی کے حصول کی عظیم الشان اور پیاری دعا ہے۔

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

پھر ابو ہانی بتاتے ہیں کہ انہوں نے عبدالرحمن الحُبلی سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے، وہ دونوں کہتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام بنی نوع انسان کے دل خدائے رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ایک دل کی مانند ہیں، وہ اسے جیسا چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔

(مسلم کتاب القدر باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء)

اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت میں پھیر دے۔

اطاعت سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام کی اطاعت بھی ہے۔ اس کے لئے خاص طور پر یہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2006ء، خطبات مسرور، جلد 4 صفحہ: 520)

مرسلہ: مریم رحمٰن

درعجم

جناب انیق ناجی کی خدمت میں چند گزارشات

چند روز قبل جناب انیق ناجی نے بڑے درد دل کے ساتھ جماعت احمدیہ پاکستان کے نام ایک ویڈیو پیغام بھیجا ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ پاکستان میں احمدیوں پر جو شدید ظلم ہو رہا ہے وہ آئندہ بیس یا پچاس سالوں میں ختم ہوتا نظر نہیں آرہا۔ چند افراد جو احمدیوں کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں اس کا قوم پر کوئی اثر ہونے والا نہیں۔قوم مردہ ضمیر ہے جس سے کسی قسم کی خیر کی توقع رکھنا حماقت ہے۔ اس لئے احمدیوں کو Out of the box جاکر کوئی حل نکالنا ہو گا۔ انہوں نے یہ تجویز دی ہے کہ احمدیہ لیڈرشپ سے پاکستان کی جماعت یہ کہے کہ آئندہ 50 یا 100 سالوں کے لئے قوم کا مطالبہ مان لیا جائے اور احمدی یہ برملا اعلان کر دیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اس طرح قوم کے ظلموں سے وہ بچ سکتے ہیں اور جنت یا دوزخ میں جانے کا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ قوم کیا سمجھتی ہے؟۔ دل سے بے شک اپنے آپ کو مسلمان سمجھیں جیسے بھلے شاہ نے کہا تھا کہ ’’بھلے شاہ! تینوں کافر کافر آخدے تو آہو آہو آکھ‘‘ اس طرح اوپر اوپر سے تم کہہ دو کہ ٹھیک ہے ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اس سے مظالم سے چھٹکارہ مل سکے گا۔

انیق ناجی صاحب کی سادگی

ناجی صاحب پر حسن ظن رکھتے ہوئے ہم انکا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے، ہم جو پاکستان میں رہنے والے احمدی ہیں، ہم پر ہونے والے ظلموں کا درد اپنے سینے میں محسوس کرتے ہیں اور حسب موقعہ وہ ہمارے حق میں آواز بھی اٹھاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو اسکی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

لیکن ناجی صاحب نے اپنی سادگی میں یا مذہبی نالج کم ہونے کی وجہ سے اپنی اس تجویز پر غور نہیں کیا اگر بالفرض، نعوذ باللہ من ذالک، بفرض محال ہم پاکستان کے احمدی آج یہ اعلان بھی کر دیں کہ ہم مسلمان نہیں تو بھی یہ مسئلہ جوں کا توں رہے گا کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ صرف اس اعلان سے بے ضمیر مخالف ملاں کی تسلی نہیں ہو گی بلکہ اسکے بعد انکی تسلی کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے وقت کے امام، مسیح الزماں حضرت امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام جن کی صدیوں بلکہ ہزاروں سال سے دنیا منتظر تھی، جن پر ہمارے ماں باپ، ہماری نسلیں، ہماری جان، مال، عزت و آبرو سب کچھ قربان، انکو سخت غلیظ گالیاں دینی پڑیں گی۔ تب بھی انکی مخالفت ختم نہیں ہو گی پھر ہمیں تمام اسلامی شعار مثلاً السلام علیکم، الحمد للہ، ماشاء اللہ، سبحان اللہ وغیرہ سے بکلی اجتناب کرنا پڑے گا کیونکہ اگر کسی احمدی نے اپنی گفتگو میں غلطی سے بھی ماشاءاللہ کہہ دیا تو ملاں یہ فتوی دے گا کہ یہ زندیق ہے، واجب القتل ہے کیونکہ اندر سے یہ اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہے۔ اسی لئے ان شاءاللہ کہہ رہا ہے۔ کوئی احمدی نماز نہیں پڑھ سکے گا۔ کوئی احمدی قرآن نہیں پڑھ سکے گا۔ کوئی احمدی اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام نہیں بھیج سکے گا۔ کوئی احمدی کسی قسم کا کوئی بھی اسلامی شعار نہیں اپنا سکے گا۔ اینٹی قادیانی آرڈیننس کے جو الفاظ ہیں کہ کوئی احمدی قادیانی اپنے آپ کو اشارۃً یا کنایۃً بھی مسلمان ظاہر نہیں کرسکتا یہ ساری دفعات تو قائم رہیں گیں۔ تلوار تو پھر بھی ہماری گردنوں پر لٹکتی رہے گی پس آپ کی تجویز پر عمل کرنے سے ایک رتی کا بھی فائدہ ہوتا نظر نہیں آتا بلکہ الٹا نقصان ہو گا کیونکہ ملاں کی جاسوسی اور زیادہ بڑھ جائے گی۔ وہ ایک احمدی کے ایمان سے واقف ہیں وہ ہر وقت اس تاک میں ہو گا کہ کوئی احمدی کوئی اسلامی شعار، کوئی اسلامی عمل نہ بجالائے۔ نہ ہم نماز پڑھ سکیں گے، نہ عید، نہ حج، نہ قربانی، نہ ہی تسبیح و تحمید نہ خدا کو اللہ کے نام سے یاد کرسکیں گے، نہ ہی اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھ سکیں گے۔

آپ کی سوچ کے مطابق تو بس ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام اور مسیح دوران کو نعوذ باللہ دن رات گالیاں دیں۔ ہم بھی تمام اسلامی اخلاق کے برعکس چوریاں کریں، ڈاکے ڈالیں، دوسروں کی ماؤں بہنوں کی عزتوں سے کھیلیں، معصوم بچیوں اور بچوں کا ریپ کریں اور نہایت سفاکی سے قتل کر کے انہیں گند کے ڈھیر پر پھینک دیں، لڑکیوں کو اغوا کریں اور انکو اپنے ہوس کا نشانہ بنائیں، اغوا برائے تاوان کریں، غنڈا گردی کے مسلح ونگ بنائیں، بھتہ خوری کریں، غریبوں کے پلاٹوں، جائدادوں پر ناجائز قبضے اور نشے کا کاروبار کریں، کرپشن، جھوٹ، دھوکہ، بددیانتی، عہد شکنی، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، گالم گلوچ، ماؤں بہنوں کی گالیاں سرعام دیں، بدزبانی اور قتل و غارت کا بازار گرم کریں، جلسے جلوس نکالیں اور سرکاری اور عوام کی املاک کو نقصان پہنچائیں، گزرگاہوں پر دھرنے اور دوسروں کے حقوق تلف کرنے جیسے مکروہ کام کریں تب شائد آپ کا ملاں ہمیں گلے لگا کر پھولوں کے ہار پہنائے، اس سے کم پر وہ ہرگز راضی نہیں ہو گا۔ کیا آپ نے یوٹیوب پر ان مولویوں کی ویڈیوز نہیں دیکھیں جو قوم کو ایک احمدی کی پہچان کروا رہے ہیں کہ جب انکی دکان پر ایک ایسا شخص یا عورت آئے جو حیادار ہو، جھکی ہوئی نظریں ہوں وہ تہذیب سے بات کرے اسکے گفتار میں نرمی اور لب و لہجہ میں شرافت ہو تو یقین کرلو کہ وہ احمدی ہے۔

ناجی صاحب! آپ بھی یقین کر لیں کہ جب تک ہم بھی شرافت، صداقت، امانت اور دیانت کا لباس اتار کر پاکستان کے مسلمانوں کے حمام میں انہی کی طرح ننگے نہ ہو جائیں یہ ملاں ہم سے راضی نہیں ہوسکتا۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ کیا ہم ایسے بن جائیں؟

بقول غالب۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

چند افراد کی آواز پر امید نہ لگائیں

انیق ناجی صاحب نے بڑے درد سے فرمایا ہے کہ میرے والد نذیر ناجی صاحب، مبشر لقمان، عاصمہ جہانگیر اور اب انکی بیٹی یا میرے جیسے چند لوگ آپ کے حق میں آواز اٹھا لیتے ہیں اس پر احمدی انحصار مت کریں کیونکہ اس سے قوم کی مجموعی ذہنیت پر کوئی اثر نہ پڑے گا اس لئے احمدیوں کو Out of the box جا کر کوئی حل ڈھونڈنا ہو گا۔

محترم ناجی صاحب! ہم پاکستان کے احمدی اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ خدا کی قسم کسی ایک سچے احمدی کا یہ واہمہ بھی نہیں ہے کہ آپ جیسے جرنلسٹ، دانشوروں، کالم نویسوں کے آواز اٹھانے سے ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ہاں اگر ہمارا کوئی بیان آجاتا ہے کہ ہم پر یہ ظلم ہو رہے ہیں تو وہ صرف اللہ کے حکم کے مطابق ہے کہ ظلم کے خلاف آواز اٹھاؤ اور ظاہری تدبیر بھی اختیار کرو ورنہ یاد رکھیں نہ ہی کسی سیاسی جماعت یا فوجی شخصیت پر ہماری نظر ہے نہ ہی ہم کسی کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے بارے کچھ کر سکے گا۔ ہماری نظریں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہیں جو ہمارا حقیقی مولیٰ اور مددگار ہے اسی پر ہمارا توکل ہے اور ہم سب اس کامل یقین سے پُر ہیں کہ ان شاء اللہ پاکستان میں انقلاب بھی اسی کے ہاتھوں آئے گا۔ ہم سے اس نے جو وعدے کئے ہیں وہ ہر روز ہم اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھتے ہیں۔ ہماری ذات کے بارے میں، ہماری جماعت کے بارے میں اور مخالف قوم کے بارے میں جو جو اللہ تعالیٰ نے خبریں دے رکھی ہیں انکا حرف حرف اور لفظ لفظ پورا ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم کوئی پاگل تو نہیں کہ اپنی آنکھوں کے سامنے نازل ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے روشن نشانات اور چمکتے معجزات سے آنکھیں بند کر کے اس سے رخ موڑ لیں۔ یہ بے وفائی ہم سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح الزماں اور مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو جو پیشگوئیاں عطا فرمائیں ان میں ہرگز یہ ذکر نہیں کہ یہ انقلاب روٹین میں برپا ہو گا بلکہ تمام پیشگوئیوں میں بَغْتَةً کے الفاظ ہیں یعنی اچانک اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور اس ملک کی کایا پلٹ جائے گی۔ یہ کوئی ایک پیشگوئی نہیں حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں پیش خبریاں بتائیں جو بڑی آب و تاب سے آج تک پوری ہو رہی ہیں اور آئندہ تا قیامت پوری ہوتی رہیں گی کوئی دنیا کی طاقت ان کی سد راہ نہیں ہوسکتی اس لئے ہمارے دل، ایمان اور یقین سے پُر ہیں ہمارے نفس سکون اور راحت میں ہیں اور ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں۔

مزید جنازوں اور نقصان سے بچ جائیں

انیق ناجی صاحب بڑے ہمدردانہ انداز میں نصیحت کرتے ہیں کہ کوئی ایسی راہ نکالیں کہ مزید جنازوں اور نقصان سے بچ جائیں۔

محترم ناجی صاحب! آپ نے شائد مذہبی تاریخ کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ آپ نے تاریخ انبیاء کا مطالعہ نہیں کیا۔ کیا کبھی بھی مذہبی جماعتوں نے قربانیاں دیئے بغیر ترقی کی ہے؟ کیا مذہبی جماعتوں کے غلبے کی راہیں قربانیوں کے علاوہ بھی کوئی تھیں؟ تمام انبیاء نے مومنین کو قربانیوں کی طرف ہی بلایا۔ کیا آپ کو حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لانے والے حواریوں کا قصہ یاد نہیں رہا؟ جن کو اتنی ماریں پڑتی تھیں کہ جب سفاک قوم نے انکے لئے زمین تنگ کر دی تو وہ زیر زمین غاروں میں چھپ گئے مگر اپنے ایمانوں کا سودا نہ کیا۔ اگر آپ قرآن کریم کو غور سے پڑھتے تو سورہ کہف انہی کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اور احادیث میں یہ پیشگوئی تھی کہ امام مہدی کے ماننے والوں پر بھی اصحاب کہف کا زمانہ آئے گا۔ ناجی صاحب! اگر آپ اُس زمانہ میں ہوتے تو کیا یہی تجویز حواریوں کو بھی دیتے کہ کیا فرق پڑتا ہے ان یہودیوں کے سامنے جا کر ایک بار اقرار کرلو کہ ہم مسیحی نہیں ہیں۔ ایک بار حضرت عیسی علیہ السلام کا انکار کر دو تو ان ظلموں سے بچ جاؤ گے۔ پھر کیا آپ سرور دوعالم رحمۃ للعالمین ہمارے آقا و مولیٰ فداہ ابی و امی ﷺ کا زمانہ بھی بھول گئے؟۔ کیا آپ کو مکہ کی وہ سنگلاخ گلیاں بھی یاد نہیں رہیں؟۔ جہاں سیدنا بلال کو چلچلاتی دھوپ میں گھسیٹا جاتا صرف اس جرم میں کہ انہوں نے قوم کے مجموعی عقیدہ کو چھوڑ کر یعنی 313 بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کے معبود ہونے کا اقرار کیا تھا۔ جب انکو مارا جاتا، انکے سینے پر گرم پتھر رکھے

جاتے تو وہ لا الہ الا اللہ کا ہی پاکیزہ ورد کرتے جب انکی زبان میں اتنی سکت بھی نہ رہتی کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ سکیں تو احد احد کہتے۔ جب اتنی طاقت بھی نہ رہتی تو انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر دیتے کہ اللہ ایک ہے میں تمہارے بتوں کو نہیں مانتا اور بے ہوش ہو جاتے۔ انکی کمر کی کھال ادھیڑ دی گئی مگر انہوں نے اف تک نہ کی۔ یہ تو ایک جانثار کا واقعہ ہے۔ مکہ کے ہر گھر میں ایسے ہی ہولناک مظالم ڈھائے جا رہے تھے کہ انکے ذکر سے بھی آج رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور روح کانپ جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے ایمانوں کی حفاظت کی اور زبان پر اف تک نہ آنے دی۔ اگر آپ وہاں ہوتے تو ان صحابہ کو کیا مشورہ دیتے؟ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم موسیٰ کے حواریوں کی طرح آج اللہ کے خلیفہ اور ہمارے محبوب امام سے کہیں کہ جا تو اور تیرا رب یہ قربانیاں دیں ہم یہ قربانیاں نہیں دے سکتے تو ہم سے زیادہ بدبخت اور بدقسمت اور کوئی نہ ہوگا کہ ایمان کی دولت سے لذت یاب اور مالامال ہو کر پھر ہم ان وقتی قربانیوں سے ڈر گئے اور خوف کھا گئے۔ ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اگر ہمارے بدنوں کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں۔ انہیں کوؤں اور چیلوں کو کھلا دیا جائے۔ ہمیں راکھ بنا دیا جائے اور پھر اس راکھ کو سمندروں اور پانیوں میں بہا دیا جائے۔ تو اللہ کی قسم ہمارے بدن کے ذرے ذرے سے اللہ اور اسکے رسول کی محبت کی آوازیں بلند ہوں گی۔ پس ہمیں مت ڈرائیں۔ اگر ڈرانا ہے تو اس قوم کو اللہ کے غضب سے ڈرائیں کہ اگر اللہ نے انکی رسی چند ایام کے لئے ڈھیلی کر چھوڑی ہے تو اسکا ہرگز مطلب نہیں کہ وہ امن میں ہیں بلکہ ایک دردناک عذاب تیزی سے انکی طرف بڑھ رہا ہے۔ انکو قوم ثمود کا قصہ سنائیں، انکو قوم نوح کی یاد دلائیں، انکو قوم لوط کے واقعات بتائیں کہ کس طرح اللہ کے غضب کی چکی میں پس کر ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشان بن گئیں۔ اے کاش کہ یہ قوم عبرت حاصل کرے۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ

محترم ناجی صاحب! جنازوں سے ہمیں مت ڈرائیں۔ آپ قرآن کریم کھول کر پڑھیں اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات ہیں جن میں سے سب سے بڑے چار انعام ہیں۔ سب سے بڑا انعام نبوت کا پھر صدیقیت کا پھر شہادت کا پھر صالحیت کا ہے۔ ہم نماز کی ہر رکعت میں جب صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا کرکے انعام یافتہ گروہ میں شامل ہونے کی دعا کر رہے ہوتے ہیں تو دراصل انہی چار مبارک گروہوں میں شامل ہونے کی دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ پس اللہ کی خاطر موت کا پیالہ پینا تو طریق صالحین ہے یہ تو بہت بڑا انعام ہے جو قسمت والوں کو ملا کرتا ہے۔ جب حضرت انس بن نضرؓ کو دشمن نے پیچھے سے وار کرکے نیزہ انکی چھاتی کے آر پار اتار دیا اور خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بہتا ہوا خون لیا اور اسکو اچھالتے ہوئے نعرہ لگایا۔ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا، کعبہ کے رب کی قسم! میں بامراد ہو گیا۔

کیا آپ کو بستر مرگ پر پڑے سسکیاں لیتے سیف اللہ خالد بن ولیدؓ کی آہیں یاد نہیں جب روتے روتے انکی ہچکی بندھ گئی تو ایک عیادت کرنے والے نے تعجب سے پوچھا کہ اے اللہ کی تلوار! تو تو ہر میدان جہاد میں بے خوف وخطر اور بے نیام رہا۔ تو تو ہر اس خطرناک مقام پر پہنچا جہاں سر تن سے جدا کئے جا رہے تھے جہاں گردنیں کاٹی جا رہی تھیں اور سینے برمائے جا رہے تھے۔ آج تو موت سے اتنا خائف کیوں ہے۔ تجھے یہ بزدلی زیب نہیں دیتی۔ تو اس سوال کرنے والے کو خالد نے اپنے بدن سے کپڑا اٹھا کر دکھایا، اپنا چاک گریبان کھول کر دکھایا، کہ دیکھو اور یہ دیکھو اور یہ دیکھو! اور اے دیکھنے والے مجھے بتاؤ کیا ایک انچ بھی ایسی جگہ باقی ہے جہاں خالد نے اللہ کی راہ میں زخم نہ کھائے ہوں لیکن وائے حسرت اور وائے حسرت اور وائے حسرت کہ خالد ہر میدان سے غازی بن کر لوٹا اور شہادت کا جام نہ پی سکا اور آج بستر مرگ پر پڑے جان دے رہا ہے۔ پس شہادت تو قسمت والوں کا نصیب ہے ہر کسی کو نہیں ملتی۔

جو ایمان خالد کی روح میں اسکے آقا نے بھر دیا تھا اسی آقا کی غلامی کا ہم بھی دم بھرتے ہیں پھر کیوں ہم خوف کھا جائیں اور ہمارے قدم ڈگمگا جائیں۔ دیکھیں! آج بھی اسی آقا کے عشاق اپنی قربانیوں سے وہی تاریخ رقم کر رہے ہیں جو کہکشاں بن کر رہتی دنیا تک ہر متلاشیٔ حق کے لئے ہدایت کا سامان کریں گی۔ لاہور میں جب ہماری مسجد پر حملہ کرکے درجنوں معصوم احمدیوں کو شہید کر دیا گیا تو ان میں چھوٹے معصوم بچے بھی تھے، بڑے بھی تھے، بوڑھے بھی تھے مگر کسی کی زبان پر کوئی شکوہ نہ تھا بلکہ درود و سلام تھا۔ جب ایک باپ کی لاش اسکے گھر آئی تو اسکی بیوی کے پائے ثبات میں ذرا بھر لغزش نہ آئی بلکہ اسکا ایمان اوج ثریا کو چھونے لگا۔ اگلے ہی جمعہ اس نے اپنے بیٹے کو نہلا دھلا کر صاف ستھرا لباس پہنایا اور کہا کہ دیکھ! جہاں تیرا باپ شہید ہوا تھا وہیں جا کر نماز جمعہ ادا کر تا کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم ڈر گئے اور خوف کھا گئے اور اگر تمہیں بھی شہید ہونا پڑا تو سینہ تان کر جام شہادت نوش کرنا۔ یہ ہیں احمدی مائیں اور یہ ہیں انکے بچے۔ یہ ہے احمدی دنیا جس سے آپ لوگ محض ناواقف ہیں۔

بھلے شاہ تینوں کافر آخدے تو آہو آہو آکھ

انیق ناجی صاحب نہایت سادگی سے ہمیں بھلے شاہ کا یہ شعر سنا کر کہتے ہیں کہ اپنی قیادت کو سمجھائیں اور قوم کے سامنے اقرار کر لیں کہ ہم مسلمان نہیں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اس سے جنت اور دوزخ میں جانے کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب انیق ناجی صاحب! جیسے کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آپ کی نظروں سے انبیاء اور انکے صحابہ کی تاریخ بالکل اوجھل ہے۔ اگر یہ نصیحت انبیاء اور ان پر ایمان لانے والے جانثاروں سے کی جاتی تو کوئی دنیا میں شہید نہ ہوتا۔ نہ آدم کا بیٹا مارا جاتا نہ ہزاروں مومنین کا قتل ہوتا۔ نہ حواریوں کو دردناک طریق سے میناروں سے باندھ کر آگ لگائی جاتی جسے ساری قوم دیکھتی اور قہقہے لگاتی کہ آج ہم نے عیسائیت کو مٹا دیا۔ نہ وہ حواری اسٹیڈیم میں بھوکے خونخوار شیروں اور بھیڑیوں کے آگے پھینکے جاتے جو دیکھتے ہی دیکھتے انہیں چیر پھاڑ کر انکی ہڈیاں تک چبا جاتے اور اسٹیڈیم میں بیٹھے ہزاروں یہودی اور رومی نعرے لگاتے کہ آج ہم نے عیسائیت کو مٹا دیا۔ نہ ہی مکہ کی گلیوں میں معصوم صحابہ پر بے پناہ مظالم ڈھائے جاتے، نہ یاسرؓ شہید ہوتے، نہ سمیہؓ، نہ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا جاتا، نہ حضرت خبابؓ کا سر تن سے جدا کیا جاتا۔ ہزاروں لاکھوں برگزیدان خدا کو بھیڑ بکریوں کی طرح نہ قتل کیا جاتا۔ ہم تو ایسے ہی اللہ کے پیاروں کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ اور ہم تو خالدؓ بن ولید کی طرح شہادت کی تمنا کرتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا انعام ہے جسکو یہ نصیب ہو جائے اسکو اور کیا چاہئے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ موت برحق ہے اور یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے۔

ناجی صاحب! آپ ہمیں بابا بھلے شاہ کے قصیدے نہ سنائیں ہم نے انکی بیعت نہیں کی، نہ ہمارے لئے وہ اسوہ ہیں۔ ہم تو اس آقا کا کلمہ پڑھنے والے ہیں کہ جب اسکے چچا حضرت ابو طالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! اب تو سارا عرب تیرے خلاف اکٹھا ہو گیا ہے۔ مجھے ان سب سے لڑنے کی تاب نہیں۔ مجھے ڈر اور خوف ہے کہ میں تیری حفاظت نہ کر سکوں گا اس لئے انکی بات مان جا۔ اس کے بدلے میں سرداران مکہ یہ پیشکش کرتے ہیں کہ اگر تو مالدار بننا چاہتا ہے تو سارے عرب کی دولت تیرے قدموں پر نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔ اگر تو بادشاہ بننا چاہتا ہے تو سارے عرب کا بادشاہ تجھے بنا دیتے ہیں اگر تو کسی حسین لڑکی سے شادی کا خواہشمند ہے تو سارے عرب کی حسین و جمیل لڑکیاں تیرے حضور حاضر کر دیتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تبلیغ سے باز آ جا اور ہمارے بتوں کو برا بھلا مت کہہ۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس پر ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے کیا جواب دیا؟ آپ نے فرمایا کہ اے چچا! یہ مجھے کیا لالچ دیتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دیں تو بھی اس کام سے باز نہیں آ سکتا جو اللہ نے میرے سپرد کیا ہے یہاں تک کہ میں اسے پورا کر دوں یا اس راہ میں جان دے دوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی حفاظت سے تھک گئے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو اپنی حفاظت واپس لے لیں۔ میرے لئے میرے اللہ کی حفاظت ہی کافی ہے۔ اسی آقا کی غلامی میں چودہ سو سال بعد اللہ نے ہمیں وہ امام صادق عطا فرمایا جس نے یہ اعلان کیا کہ

’’صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا حامی ہو گا اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنی راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھے کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتحیاب کرے گا۔ میں اس کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے‘‘

(انوار اسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

غریب احمدی دہرے ٹیکس دیتا ہے

محترم ناجی صاحب! تعجب ہے کہ آپ کو ہمارے غریب احمدیوں کے چندوں پر بھی اعتراض ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا ہے۔ نماز اور انفاق کو اکٹھا بیان کیا ہے کیونکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بجالائے بغیر کوئی مومن نہیں بن سکتا۔ بلکہ آخری زمانے کا جہاں ذکر ہے وہاں مالی قربانی کو قیام صلوٰۃ سے بھی پہلے رکھا ہے۔ کیا آپ کو زمانہ نبوی یاد نہیں جب نبی کریم ﷺ مالی قربانی یعنی چندوں کی تحریک کیا کرتے تھے تو بعض نادار صحابہ بازار جاکر سارا دن محنت مزدوری کرتے شام کو دو مٹھیاں جو کی لے کر حاضر ہو جاتے اور وہی بارگاہ نبوی میں پیش کر دیتے۔ اس پر کافر ہنسی ٹھٹھا کرتے کہ اب اسلام جو کی ان دو مٹھیوں کی بدولت غالب آئے گا۔ مگر وہ نادان نہیں جانتے تھے کہ ہاں اللہ ایسے ایمان سے سرشار اور اخلاص سے بھرے ہوئے دلوں کی لاج رکھتا ہے انکی خاطر قوموں کی اجتماعی طاقت کو کچل کر رکھ دیتا ہے اور اپنے کمزور اور نہتے لوگوں کو غالب کر کے دکھا دیتا ہے۔ پس اگر کسی کو بصیرت کی آنکھ نصیب ہو تو وہ دیکھ لے گا کہ انہی غرباء کی قربانیوں کی بدولت اسلام ساری دنیا میں پھیلا۔

جناب ناجی صاحب! آپ تو وہ نادان دوست نکلے جو خیرخواہی کرتے کرتے اگلے کا نقصان کر بیٹھے۔ اگر قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر اللہ کو زندہ اور رازق مانتے ہیں تو قرآن کریم کی وہ بیسیوں آیات کیوں آپ کی نظروں سے نہیں گزریں جن میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جو اخلاص اور وفا سے اسکی راہ میں خرچ کرے گا وہ اسے بڑھا چڑھا کر واپس کرے گا۔ سات سے سات سو گنا بڑھا کر بلکہ بقدر اخلاص بے شمار عطا کرے گا۔ جناب انیق ناجی صاحب! ایسے ہزاروں لاکھوں خاندانوں میں سے ایک ہمارا خاندان بھی ہے جس نے انتہائی غربت کے ایام بھی دیکھے۔ ہمیں وہ زمانہ یاد ہے کہ جب ہماری والدہ سادہ خشک روٹی پر گڑ رکھ کر ہمیں کھانے کو دے دیتی اور خود نمک مرچ پانی میں بھگو کر روٹی کھالیتیں لیکن ان ایام میں بھی ایک ایک پائی جمع کر کے جو چندہ بنتا تھا اس میں کمی نہ آنے دی اور اسکے علاوہ خوب صدقہ خیرات بھی کرتیں تو اللہ تعالیٰ نے انکی زندگی میں ہی ہمارے دن بدل دیے اور دنیا جہان کی ساری نعمتیں ہمارے دروازے پر لا ڈالیں۔ اگر ہمارے آباؤ اجداد خدا کے مقدس مسیح پاک علیہ السلام پر ایمان نہ لاتے تو ہم بھی آج اپنی برادری کے منکروں کی طرح جانوروں کی دُمیں پکڑے کسی جنگل یا ویرانے میں انہیں چرا رہے ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے بے نصیب رہتے۔ پس یہ چندے جہاں ہمارے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں وہاں ہمارے لئے مالی خوشحالی کے بھی سامان کرتے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو خود محض اللہ کی خاطر مالی قربانی کر کے دیکھیں کس طرح آپ کی مشکلات اللہ اپنے فضل سے دور کرتا ہے اور آپ کے لئے خوشحالی کے سامان کرتا ہے مگر یہ یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ صرف پاک کمائی سے کی ہوئی مالی قربانی قبول فرماتا ہے۔

مذہبی لیڈر شپ پر تبصرہ

جناب انیق ناجی صاحب! باقی باتیں تو ہم نے حسن ظن رکھتے ہوئے ایک نادان دوست کے طور پر آپ سے سنیں اور آپ کے مشکور رہے لیکن آخر میں آپ نے ایک ایسی بات کر دی جس کی ہمیں آپ جیسے دانشور سے بالکل توقع نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ احمدیہ مذہبی لیڈر شپ بھی دوسرے مذاہب اور فرقوں کی طرح نہ صحیح فیصلے کرنے کے قابل ہے نہ ہی زمانے کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر ہم حسن ظن رکھیں تو یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ ہماری قیادت سے محض ناآشنا اور کلی لاعلم اور مکمل ناواقف ہیں۔ اے کاش کہ آپ ہمارے امام جسے اللہ نے آج اپنا نمائندہ بنا کر بنی نوع انسان کے لئے اپنا خلیفہ منتخب کیا ہے، سے زندگی میں ایک بار ملاقات کر لیں تو وہ دن آپ کا حسین ترین دن ہوگا۔ آپ کی بند آنکھیں کھل جائیں گی اور آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ خلافت اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے جو چودہ سو سال کے تعطل کے بعد ہمیں ملی ہے۔ اس پر ہم جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کرسکیں کم ہے۔ یہ وہ وجود ہیں جو ''شعائر اللہ'' میں شامل ہیں جن کو اللہ اپنے ہاتھ سے کھڑا کرتا ہے اور انکی زبان سے نکلے ہوئے پاک انفاس سے ایک روحانی انقلاب برپا کرتا ہے۔ آج دنیا کا امن صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ یہ لمبا مضمون ہے جو یہاں بیان نہیں ہوسکتا۔ آج آپ کو جماعت احمدیہ میں جو جو خوبیاں نظر آرہی ہیں۔ بلکہ ہمارے اشد مخالف بھی ایک احمدی کے بارے یہی گواہی دیتے ہیں کہ یہ ہے تو بڑا اچھا لیکن بس ایک برائی ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ وہ نادان نہیں جانتے کہ احمدیت کی بدولت ہی تو وہ اچھا بنا اور جماعت احمدیہ آج تسبیح کے موتیوں کی طرح خلافت کی مالا میں پروئے ہوئے موتی ہیں۔ اسی خلافت کی بدولت آج جماعت 200 سے زائد ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ آج دنیا اس خلافت پر رشک کر رہی ہے۔ ہمارے ملک میں کتنے ہی ملاں نے رشک بھری نظر سے خلافت کو دیکھا اور خود خلیفہ بننے کے خواب دیکھنے لگے۔ ساری زندگی خلافت قائم کرنے کی کوشش کرتے کرتے بڑی حسرت سے دنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ خلافت قائم کرنا اللہ کا کام ہے نہ کہ لوگوں کا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ وقت اور جماعت ایک چیز کے دو نام ہیں۔ اگر جماعت بدن ہے تو خلیفہ اسکی روح ہے۔ پس بدن کیسے روح سے جدا ہوسکتا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں۔ خلیفہ ہمارا دل ہے، ہماری روح ہے، ہماری جان ہے۔ خلیفہ وقت کو جماعت سے اور جماعت کو خلیفہ وقت سے جتنی محبت ہے آپ اس کا خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتے۔ ایک مرسڈیز تو کیا ہماری خواہش تو یہ ہے کہ ہم خلیفہ وقت کے قدم بھی زمین پر نہ پڑنے دیں۔ ہمیں اس خاک سے بھی محبت ہے جس پر ہمارے محبوب امام کے قدم پڑتے ہیں۔ ہم تو اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اسکے غم دور کر کے اسکے بدلے ہماری ساری خوشیاں جاتی رہیں۔ لیکن آپ کو کیا علم کہ اسکے غم بھی ہمارے غموں سے ہی ہیں۔ جب ہم رات کو آرام سے نرم بستر پر سو رہے ہوتے ہیں وہ ہمارے لئے اپنے رب کے حضور تڑپتا اور ہمارے آرام وسکون کے لئے دعائیں مانگتا ہے پھر کیسے ممکن ہے کہ ہم ایک مہربان ماں سے بڑھ کر ہمارا خیال رکھنے والے پیارے وجود سے عشق اور محبت نہ کریں۔

ناجی صاحب! ہمارے لئے تو صحابہ رضوان اللہ اجمعین نمونہ ہیں نہ کہ بھلے شاہ۔ جب حضرت خباب بن ارتؓ کو کافر حرم سے باہر مقتل کی طرف لے گئے۔ قریب تھا کہ تلوار چلے اور انکے سر کو تن سے جدا کر دے ان آخری لمحات میں ایک بدبخت کافر نے بڑی ہمدردی سے انہیں کہا کہ کیا یہ اچھا نہ تھا کہ آج تو اپنے بیوی بچوں کے پاس خوش وخرم ہوتا اور تیری جگہ آج یہاں (نعوذ باللہ من ذالک) محمد کھڑے ہوتے (ﷺ فداہ ابی و امی) اس عاشق صادق نے تڑپ کر کیا ہی عاشقانہ جواب دیا، فرمایا۔ اے بدبخت! تو کیسی بات کرتا ہے۔ خدا کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان کے بدلے میرے آقا کو مدینہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ وہ درد اور تکلیف جو ایک معمولی سے کانٹے کو پاؤں میں چبھنے سے کوئی محسوس کرتا ہے میں تو چاہتا ہوں کہ اتنی معمولی تکلیف بھی میرے آقا کو نہ پہنچے اور اسکے بدلے اگر میرا سر تن سے جدا ہوتا ہے تو ہو جائے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں بلکہ خوشی ہوگی کہ میری جان، میرے آقا کے کسی کام آسکی۔ پس ہمارے پیشوا اور امام تو یہ صحابہ ہیں جن سے عرش کا خدا راضی ہو گیا رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ۔ اللہ ان صحابہ سے راضی ہو گیا اور وہ پاک صحابہ اپنے رب سے راضی ہو گئے۔ یہی تو جنت ہے اللہ کی رضا ہی جنت ہے جس کو مل جائے اسے فوزعظیم حاصل ہوگئی۔

ہماری فکر اور ہمارا خوف

محترم انیق ناجی صاحب! ہمیں اپنا کوئی خوف نہیں۔ ہمیں اپنی کوئی فکر نہیں اگر فکر ہے تو اس نادان قوم کی فکر ہے اگر خوف ہے تو اس نادان قوم کی ہلاکت کا خوف ہے جو دن رات وقت کے امام کی مخالفت کر کے اللہ کے غضب کو بھڑکا رہی ہے اور نہیں جانتی کہ عنقریب انکا انجام کیا ہونے والا ہے۔ انکے بد انجام سے ہم خائف ہیں اور اللہ سے دعا گو ہیں کہ انکو ہدایت دے کر اپنے غضب سے بچا لے۔ ہم تو اپنے آقا ﷺ کی طرح اس قوم کے لئے بھی یہی دعا کرتے ہیں کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے دے کہ وہ جانتے نہیں۔ پس آپ بھی اگر ہو سکے تو اپنی قوم کو جگائیں اور خود بھی جاگیں اور آنکھیں کھولیں اور وقت کے امام کو پہچانیں اگر ایسا نہ کیا تو پھر اس ہولناک دن کے لئے تیار ہو جائیں جسکی صحف سماوی میں خبر دی گئی تھی اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کا یہ انذار ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ

''ہر ایک مخالف کو چاہئے کہ جہانتک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگاوے۔ اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا۔ پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لیے کیا کیا زور لگائے تھے مگر اب وہ کہاں ہیں؟ وہ فرعون جو موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اسکا کچھ پتہ ہے؟ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہوسکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ 129)

پھر فرمایا۔

''اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر! کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے، نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 257)

اے اللہ! ہماری قوم کو سمجھ عطا فرما اور مہدی دوراں کو قبول کرنے کی توفیق دے تا وہ امن میں آسکیں۔ آمین

بقیہ: سدوم کی تباہی...... از صفحہ 4

جائے گی اور اس کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے گا۔

حضرت لوطؑ قوم کی بد اعمالیوں سے تنگ آ چکے تھے لیکن پھر بھی قوم کی ہلاکت کی خبر سن کر آپ کا دل غم محسوس کر رہا تھا لیکن اب خدا تعالیٰ کا حکم یہی تھا۔ اس لئے ہجرت لازم تھی سو آپ نے تیاری شروع کر دی اور اپنے تمام ماننے والوں کو جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔حضرت لوطؑ کی بیوی بھی حضرت لوطؑ کے خلاف تھی۔ اسے آپ کی باتوں کی سچائی پر یقین نہ تھا اور وہ قوم کے لوگوں کی حمایت اور آپ کی مخالفت پر کمر بستہ رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی سزا کی اس خبر پر بھی اس کا ردعمل تمسخرانہ تھا۔ اس نے اس بات کو سچ تسلیم نہ کیا اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنے سے انکار کر دیا۔

بیوی کی وجہ سے آپ خدا تعالیٰ کے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے اسے سدوم میں ہی چھوڑ کر آپ اپنے ماننے والوں کے ساتھ راتوں رات سدوم سے ہجرت کر گئے۔ اب بستی میں کوئی نیک اور پاک شخص موجود نہ تھا۔قوم عیش وعشرت میں مصروف تھی۔ گناہوں میں ڈوبی ہوئی قوم اس بات سے غافل تھی کہ صبح سویرے ایک تباہ کن عذاب ان پر آنے والا ہے۔ اور بالآخر وہ فیصلہ کن صبح طلوع ہوگئی جس میں عذاب آنے کی خبر دی گئی تھی۔ ادھر صبح طلوع ہوئی اور ادھر ایک شدید زلزلے نے سدوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ زلزلہ اتنا شدید تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے زمین تہہ و بالا کر دی گئی ہو۔ زلزلے کی شدت کی وجہ سے بڑے بڑے پتھر ہوا میں اڑ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے پتھروں کی بارش ہو رہی ہو اور کچھ ہی دیر میں یہ بستی مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اہل سدوم یعنی سدوم کے رہنے والوں کی کہانی ختم ہو چکی تھی۔ وہ اپنی بد کرداری اور ظلم کی داستان پیچھے چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے عبرت کا نشان بن چکے تھے۔ تمام بستی کے لوگ ہلاک ہو چکے تھے اور کوئی ان کی لاشوں پر آنسو بہانے والا بھی نہیں تھا۔ یہ انجام تھا ان لوگوں کا جنہوں نے خدا تعالیٰ کے ایک نبی کی تکذیب کی اور اپنی بد اعمالیوں سے باز آنے کی بجائے مسلسل ان میں بڑھتے چلے گئے۔ یہ کوئی کہانی نہیں بلکہ ایک حقیقی داستان ہے۔ ایسا واقعہ جو ہر دور کے لوگوں کو دعوت فکر دیتا ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

زیادہ سختی کی گئی لیکن حضرت امام حسن نے صبر سے کام لیا۔ اس جھگڑے کے وقت بعض اور صحابہ بھی موجود تھے۔ جب جھگڑا ختم ہوگیا تو دوسرے دن ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام حسن جلدی جلدی کسی طرف جا رہے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت حسن کہنے لگے کہ مَیں حُسین سے معافی مانگنے چلا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ آپ معافی مانگنے جا رہے ہیں۔ مَیں تو خود اس جھگڑے کے وقت موجود تھا اور میں جانتا ہوں کہ حسین نے آپ کے متعلق سختی سے کام لیا۔ پس یہ ان کا کام ہے کہ وہ آپ سے معافی مانگیں، نہ یہ کہ آپ ان سے معافی مانگنے چلے جا رہے ہیں۔حضرت حسن نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ مَیں اس لئے تو ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر سختی کی تھی کیونکہ ایک صحابی نے مجھے سنایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوگا۔ تو میرے دل میں یہ سن کر یہ خیال پیدا ہوا کہ کل میں نے حُسین سے برا بھلا سنا اور انہوں نے مجھ پر سختی کی۔ اب اگر حسین معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو میں تو دونوں جہان سے گیا کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہوگئی اور اگلے جہان میں بھی مَیں پیچھے رہا۔ چنانچہ مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھ پر جو سختی ہوگئی وہ تو ہو گئی اب مَیں اُن سے پہلے معافی مانگ لوں گا تاکہ اس کے بدلے میں مجھے جنت تو پانچ سو سال پہلے مل جائے۔

(ماخوذ از الفضل 23مئی 1944ء صفحہ 4 کالم 2-3 جلد 32 نمبر 119)

پس یہ وہ سوچ ہے جسے ہمیں اپنے پر لاگو کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میں نے ایک لطیفہ سنا ہوا ہے جو شاید مقامات حریری یا کسی اور کتاب کا قصہ ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی مہمان کسی جگہ نہانے کے لئے گیا۔حمام کے مالک نے مختلف غلاموں کو خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ بعض ملکوں میں حمام ہوتے ہیں جہاں خادم ہوتے ہیں جو مہمانوں کو مالش کرتے ہیں، نہلاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت مالک موجود نہ تھا۔ جب وہ نہانے کے لئے حمام میں داخل ہوا تو تمام غلام اسے آ کر چمٹ گئے اور چونکہ سر کو آسانی سے ملا جا سکتا ہے اس لئے یکدم سب سر پر آ گرے۔ ایک کہے کہ میرا سر ہے۔ دوسرا کہے یہ میرا سر ہے۔جس پر آپس میں لڑائی شروع ہوگئی اور ایک نے دوسرے کے چاقو مار دیا جس سے وہ زخمی ہوگیا۔شور ہونے پر پولیس بھی آ گئی اور معاملہ عدالت تک پہنچا۔ عدالت کے سامنے بھی ایک غلام یہ کہہ رہا تھا کہ یہ میرا سر ہے۔ دوسرا کہے کہ یہ میرا سر تھا۔ عدالت نے نہانے والے سے پوچھا تو وہ کہنے لگا حضور! یہ تو بے سر تھے۔ بیوقوف تھے۔ ان کی باتوں پر تو مجھے تعجب نہیں۔ تعجب یہ ہے کہ آپ نے بھی یہ سوال کر دیا۔ حالانکہ سر نہ اِس کا ہے نہ اُس کا ہے۔سر تو میرا تھا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مثال اس لئے دیا کرتے تھے کہ دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔ میرا کیا اور تیرا کیا۔ غلام کا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ تو جب اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس کا کچھ بھی نہیں۔ ایک حقیقی مسلمان کے بارے میں بتایا جا رہا ہے اور یہ واقعہ اس تناظر میں بیان ہو رہا ہے کہ اللہ کا جو بندہ ہوتا ہے وہ میرا یا تیرے کا سوال نہیں کرتا۔ وہ تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں۔ اب اس کا کچھ بھی نہیں ہوتا۔سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہے۔حقیقی مومن جب بنتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کے بعد میرے تیرے کا سوال ہی کہاں باقی رہ سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ فروری 2016ء)

حاصلِ مطالعہ

حجاب پر عدالت کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ منظور ہوگا

بنگلورو۔ 9 فروری (سالار نیوز) منڈیا کی پی ای ایس کالج کی طالبہ بی بی مسکان جس نے گزشتہ روز کالج کے احاطہ میں اسے گھیر کر اشتعال انگیز نعرے بازی کرنے والے طلباء کا جواب دیتے ہوئے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا اور باوقار طریقہ سے کالج میں داخل ہوگئی، وہ اب ہندوستان ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی میڈیا میں چھائی ہوئی ہے۔ بی کام سال دوم کی اس دلیر طالبہ نے روزنامہ سالار کو دیئے گئے ایک خصوصی انٹرویو میں کہا ہے کہ وہ حجاب کے متعلق عدالت کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس کا احترام کرے گی۔ مسکان نے بتایا کہ وہ اپنے کالج میں اسائنمنٹ پیش کرنے کے لئے پہنچی تھی۔ طلبہ کے ایک گروپ نے کالج کے گیٹ پر اسے روکا اور کہا کہ وہ اپنا برقعہ اتار کر کالج میں داخل ہو یا پھر گھر واپس لوٹ جائے۔ اس نے مزاحمت کی۔ یہ گروپ اس کی دیگر سہیلیوں کے ساتھ بھی یہی حرکت کر رہا تھا۔ مسکان نے بتایا کہ اس نے سوال کیا کہ میں کیوں گھر جاؤں؟ اور کالج میں داخل کیوں ہونے نہیں دیا جائے گا؟ اس کے بعد کچھ نوجوان اس کے قریب آئے اور زور زور سے جئے شری رام کے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ لیکن وہ کھڑی رہی اور ڈٹ کر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر لگانے لگی۔ مسکان نے کہا کہ یہ معاملہ اب عدالت میں زیرِ سماعت ہے۔ عدالت کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ اس کی پابند رہے گی۔ مسکان نے بتایا کہ کالج کی انتظامیہ نے اس کا ساتھ دیا اور اس کی حفاظت کی۔ اس ملک میں ہر مذہب کو اپنی روایات اور تہذیب کے مطابق چلنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ مسکان کے والد حسین خان نے گزشتہ روز پیش آنے والے واقعہ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ ان کی بیٹی نے جس دلیری کے ساتھ بدتمیزی کرنے والوں کا سامنا کیا ہے۔ اس کے لئے اس کا سر فخر سے اونچا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی بیٹی صوم وصلوٰۃ کی پابند اور کافی خاموش مزاج ہے۔ لیکن اچانک اس کے ساتھ شر پسندوں نے جو کیا اس کی وجہ سے اسے مشتعل ہونا پڑا اور جس دلیری کے ساتھ اس نے جواب دیا ہے اس کی ہر طرف سے ستائش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے مسکان کی اس دلیری پر ملک اور دنیا بھر سے ستائش کرنے والوں کا شکریہ ادا لیا اور کہا کہ اس سے مسلم لڑکیوں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

(روزنامہ سالار اردو بنگلور 10 فروری 2022ء)

مرسلہ: علامہ محمد عمر تماپوری کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔علیگڑھ انڈیا

رپورٹ صفوان احمد ملک۔ نمائندہ روزنامہ الفضل جرمنی

14واں نیشنل تبلیغ سیمینار مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دُنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھادے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کرکے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں اپنی زندگی ختم کردیں خواہ مارے ہی جائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 290-291)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس الٰہی مشن کی تکمیل کے لئے افراد جماعت بکثرت دعوت الی اللہ کے میدان میں اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں اور اگر اس قسم کی مجنونانہ کوششیں جوانی میں ہوں تو اس کا رنگ ہی نرالا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کے تمام خدام کی صحیح نہج پر تعلیم و تربیت اور انہیں دعوت الی اللہ کے میدان میں فعال کرنے کے لئے گزشتہ 13 سال سے سہ روزہ سالانہ نیشنل تبلیغ سیمینار کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں خدام کو قرآن کریم، احادیث نبویہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کی اہمیت اور اس کی ضرورت کے متعلق بتایا جاتا ہے۔ ایک داعی الی اللہ میں کون سی خوبیاں ہوتی ہیں جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں اسی طرح جدید ذرائع ابلاغ کو کس طرح اشاعت اسلام کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے نیز اسلام پر اٹھنے والے اعتراضات اور سوشل میڈیا پر اسلام مخالف پروپیگنڈا کے اثرات کو کن عوامل کے ذریعہ زائل کیا جاسکتا ہے اور کن خطوط پر چلتے ہوئے یورپ میں خدمت اسلام کی جاسکتی ہے۔ اس سیمینار میں حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ اس میں شامل ہونے والا ہر خادم صحیح معنوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سپاہی بنتے ہوئے تبلیغ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے اور اشاعت اسلام میں نہ صرف اپنا حصہ ڈالے بلکہ اپنی اپنی مجالس میں دیگر خدام کو بھی اس کے لئے تیار کرتا رہے۔ امسال یہ سیمینار اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے مؤرخہ 24 تا 26 دسمبر 2021ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ کورونا کی موجودہ صورتحال، حکومتی پابندیوں اور احتیاطی تدابیر کے پیش نظر تمام خدام کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ممکن نہ تھا لہٰذا صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی ہدایت پر اس سیمینار میں قریبی علاقوں میں رہائش پذیر خدام کی مخصوص تعداد کو جامعہ احمدیہ میں اور باقی خدام کو آن لائن شامل کیا گیا۔ الحمد للہ یہ سیمینار کامیاب رہا۔ اس کی نظامت کے فرائض مہتمم صاحب تبلیغ مکرم شہزاد احمد صاحب نے ادا کئے۔

ذیل میں ان تین دنوں میں پیش کئے جانے والے لیکچرز اور مربیان کرام کی نصائح قدرے اختصار کے ساتھ افادہ عام کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

افتتاحی تقریب

تبلیغ سیمینار کا افتتاحی اجلاس مؤرخہ 24 دسمبر بروز جمعۃ المبارک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ جرمنی کی صدارت میں شروع ہوا۔

مکرم صداقت صاحب مربی سلسلہ نے اپنے خطاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کے حوالے سے آپؐ کے اندر موجزن تبلیغِ اسلام کا جوش و جذبہ بیان کیا کہ کس طرح آپؐ نے ابتدائی زمانے میں خدا کا پیغام پہنچایا اور کن کن تکالیف اور پریشانیوں کا آپؐ نے سامنا کیا۔ آپ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ کی عملی تصویر تھے۔ لوگ آپ کی بات سننے کو تیار نہ ہوتے تھے لیکن آپ کبھی مایوس نہیں ہوئے بلکہ دعا کے ساتھ ساتھ تبلیغ کے مختلف مواقع تلاش کرتے رہے۔

امام صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے کہ دین اسلام ہی غالب دین ہے جس کا احیاء پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ہونا تھا پس اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان پیشگوئیوں کی تکمیل کے لئے کس قدر ہمت دکھاتے ہوئے دین کے لئے وقت نکالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا خاص تصرف ہے کہ وہ ہمیں اس پُر امن ملک میں لایا ہے لہٰذا ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ جرمنی میں اسلام احمدیت کی ترقی و کامیابی اور خلافۂ احمدیت کی پیشگوئیوں کی تکمیل کے لئے انتہائی محنت سے کام کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری کوتاہی اور سستی کی وجہ سے ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں تاخیر ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کو کماحقہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز مغرب کے بعد آج کے پہلے لیکچر میں مکرم طارق احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے جرمن زبان میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ بیان کیا اور اُس قوم کی بد اعمالیوں، روحانی بیماریوں اور اپنے نبی کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے اُن کے بد انجام اور عبرت ناک عذاب الٰہی کا ذکر کیا۔

نماز عشاء سے قبل محترم مولانا ڈاکٹر عبد الغفار صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے خدام سے ’’اپنا قبلہ درست رکھیں۔ میں سیدھا راستہ کیسے تلاش کروں‘‘؟ کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے سورۃ عنکبوت کی آیت تلاوت کی آپ نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز قائم کرو یقیناً نماز بے حیائیوں سے بچاتی ہے اور اللہ کا ذکر ہی بڑا ذکر ہے۔ نیز آپ نے موضوع کے متعلق وضاحت کی کہ یہاں قبلہ درست رکھیں سے مراد قیام نماز ہے لہٰذا اسی پر آج قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں آپ سے گفتگو ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم کلام، فصاحت و بلاغت اور خوش گلو سے نواز رکھا ہے موصوف جب خطاب فرماتے ہیں تو سامعین ہمہ تن گوش رہتے ہیں اور سننے والے چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کلام کرتے ہی جائیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے کہ انتہائی سادہ پیرائے میں نپی تلی گفتگو فرماتے ہیں جو سیدھی دل میں اتر جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطاب کے بعد خدام کے سوالات کے جواب بھی دیئے۔

خصوصی نشست

تبلیغ سیمینار کے پہلے دن کی آخری نشست مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کے ساتھ آن لائن منعقد ہوئی موصوف نے تعلق باللہ کے موضوع پر خدام کو لیکچر دیا۔ اس نشست میں تقریباً 50 خدام نے جامعہ احمدیہ سے اور 650 خدام نے آن لائن شرکت کی۔ امام صاحب کی نصائح کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

امام صاحب نے فرمایا: کہ دُنیا میں مختلف اشیاء اور نعماء کے حصول کے واسطے لوگ دعائیں کرتے ہیں، کوئی حصولِ اولاد کے لئے دعا کرتا ہے، تو کوئی کسی اور بات کے لئے۔ لیکن سب سے بڑی نیکی اس شخص کے حصہ اور نصیب میں آتی ہے جو یہ دعا کرے کہ اللہ مجھے اپنے قرب سے نوازے۔ خدا کا قرب خود سے نہیں مل جاتا اس کے لیے انسان کو محنت، کوشش اور سب سے بڑھ کر دعا کرنا پڑتی ہے اور یہی لازمی چیز ہے جس سے انسان قرب الٰہی پاسکتا ہے۔ محترم امام صاحب نے قرآن حدیث کی روشنی میں قرب الٰہی کے حصول کے لئے درج ذیل نکات بیان فرماتے ہوئے نصائح فرمائیں۔

1. قرآن کریم کے ذریعہ قرب الٰہی کا حصول:۔
2. قرب الٰہی کے حصول کے لئے دعا کی جائے:۔
3. قرب الٰہی کا بنیادی ذریعہ۔ پنجگانہ نماز، نماز تہجد اور نوافل
4. شرائط بیعت قرب الٰہی کا ایک ذریعہ ہے۔
5. قرب الٰہی کی ایک راہ۔ مخلوق خدا سے حسنِ سلوک ہے۔

سوال و جواب

سوال:۔ ایک خادم نے پوچھا کہ جب ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت

کی لذت محسوس کر لی ہو لیکن پھر نماز گر جائے اور ذوق دور ہو جائے تو کس طریق سے ذوق کو لمبا کیا جا سکتا ہے۔ اور نماز کو گرنے سے کیسے روکا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ امام صاحب نے جواباً فرمایا کہ اگر جسم میں کمزوری ہو جائے تو کیا کرتے ہیں؟ انسان علاج کی کوشش کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح اُس شخص کو چاہیے کہ دعا کرے کہ خدایا میں نے تیرے در پر آ کر عبادت کا مزہ چکھا ہے اور اب میں کمزور ہو رہا ہوں، مجھے اُس لذت سے ایک بار پھر آشنا فرما۔ اللہ اُس پر نظر رحمت کرے گا کہ یہ انسان دوبارہ میرے پاس آیا ہے، کہیں اور نہیں گیا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے مُجھ سے مانگتے چلے جاؤ، میرے دروازے کھلے ہیں، میرے خزانے کھلے ہیں۔ نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا چاہیے۔

آخر پر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے جرمنی بھر کے خدام کی طرف سے امام صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اس نشست کے لیے ایک گھنٹہ مقرر کیا گیا تھا لیکن خدام کی دلچسپی اور سوالات کو دیکھتے ہوئے محترم امام صاحب نے ازراہ شفقت چالیس منٹ زائد عطا فرمائے فجزاھم اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب حقیقی عبداللہ بنیں اور مسلسل اور انتھک مجاہدہ کرتے ہوئے اللہ کا قرب حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

سیمینار کا دوسرا دن

مؤرخہ 25دسمبر 2022دن کا آغاز تہجد نماز فجر اور درس قرآن سے ہوا۔ آج کا پہلا لیکچر مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب نیشنل سیکرٹری اشاعت جرمنی نے ”کربلا کا المناک واقعہ اور امت مسلمہ پر اس کے اثرات“ کے عنوان سے دیا۔

مکرم مجوکہ صاحب نے اس سیمینار اور خدام کی آگاہی کے لئے خصوصی طور پر گہری تحقیق و تدقیق کے بعد یہ لیکچر تیار کیا تھا جس میں انہوں نے اس واقعہ کا پس منظر، اصل حقائق اور اہل بیت کی دردناک شہادتوں کا ذکر کیا نیز اس واقعے کے بعد اسلام میں پیدا ہونے والے اختلافات اور اسلام کے زوال کا تذکرہ کیا نیز بتایا کہ اس واقعہ کے اثرات آج تک قائم ہیں۔

آج کا دوسرا لیکچر مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب استاد جامعہ احمدیہ ونیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ جرمنی نے اسلام میں نجات کے فلسفہ کے متعلق دیا۔ موصوف نے مثالوں کے ساتھ انتہائی سادہ پیرائے میں مذاہب کے مدارج اور اسلام کو آخری اور مکمل مذہب ثابت کرتے ہوئے اسلام میں نجات کا فلسفہ بیان کیا۔

آج کا تیسرا لیکچر برادرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ کا تھا۔ آپ نے انفرادی تبلیغ کی اہمیت اور وسائل وذرائع کے متعلق لیکچر دیا۔

مکرم حافظ صاحب نے سکرین پر خدام کو جرمنی کا نقشہ دکھاتے ہوئے بتایا کہ جرمنی کی کل آبادی تقریباً 84ملین ہے ان تک جماعت کا پیغام کس طرح پہنچ رہا ہے۔ یعنی وہ کام جو آپ لوگ یا جماعتیں کرتی ہیں ان میں تبلیغی میٹنگز ہیں، تبلیغی سٹالز ہیں، لیف لیٹنگ ہے، پوسٹر ایڈورٹائزنگ، اسلام نمائش وغیرہ شامل ہیں اس وقت خاکسار آپ کے سامنے انفرادی تبلیغ کے ذرائع و وسائل کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے کہ نیشنل شعبہ تبلیغ افراد جماعت کی سہولت کے لئے کون کون سے ذرائع مہیا کر رہا ہے جن کو استعمال کرتے ہوئے بھرپور انداز میں تبلیغ کی جاسکتی ہے اور جن کی ہر فرد جماعت کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرورت پیش آتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ موجودہ دور کے تقاضوں کے عین مطابق احباب جماعت کی سہولت کے لئے آن لائن تبلیغ پلیٹ فارم بنایا گیا ہے۔ مربیان کرام کی زیرنگرانی 24 گھنٹے فری تبلیغ ہاٹ لائن سروس کام کر رہی ہے۔ وٹس ایپ سروس موجود ہے جس پر آپ پیغام یا سوال کر سکتے ہیں۔ ہفتہ وار آن لائن تبلیغی مجلس سوال وجواب منعقد ہوتی ہے اسی طرح اب چند ہفتوں سے یوٹیوب پر ہفتہ وار Ask an Imam کی طرز پر لائیو پروگرام جاری ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے احمدی نوجوان اپنے علم کو بڑھا رہے ہیں نیز میڈیا پر ہونے والے نت نئے سوالات کے جوابات 24 گھنٹے کے اندر اندر دیئے جانے کے لئے مربیان کی زیر نگرانی پینل کام کر رہا ہے۔ اسی طرح اللہ کے فضل سے احباب جماعت کی سہولت کے لئے اپنے زیر تبلیغ دوستوں کے ساتھ انہی کی زبانوں میں مربیان سلسلہ کے ساتھ آن لائن انفرادی میٹنگ بک کرنے کی سروس جاری ہے نیز شعبہ تبلیغ احباب جماعت کے لئے 50 سے زائد زبانوں میں لٹریچر مہیا کر رہا ہے۔

نماز ظہر وعصر سے قبل مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل مربیان سلسلہ نے خدام کے سوالات کے مفصل جوابات دیئے۔ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم افتخار احمد صاحب، مکرم فرہاد غفار صاحب، مکرم شعیب عمر صاحب اور مکرم عدیل خالد صاحب۔

دوسرے سیشن کا پہلا لیکچر مکرم طارق ہبش صاحب واقف زندگی واستاد جامعہ احمدیہ نے ”انا، لالچ، طاقت اور دہریت سے پیدا ہونے والے اخلاق انحطاط“ کے متعلق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جرمن زبان میں دیا۔

آج کا پانچواں لیکچر مکرم ومحترم شمشاد احمد قمر صاحب مربی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ”لاہوری احمدیہ تحریک کا ظہور“ کے عنوان سے دیا آپ نے خدام کو اس تحریک کے بانی، محرکات، اُن کے نظریات، بنیادی اختلافات اور اُن سے پیدا ہونے والے نقصانات کے متعلق تفصیل سے بتایا نیز جماعت احمدیہ مبایعین سے خدا تعالیٰ کی فعلی تائیدات کا ذکر کیا۔

چھٹا لیکچر مکرم شعیب احمد عمر صاحب مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ نے ”اسلام میں حس مزاح اور آنحضرت ﷺ کا تبسم“ کے عنوان سے دیا جس میں موصوف نے آنحضرت ﷺ کے اپنے صحابہ کے ساتھ تفنن طبع، لطائف اور مذاق کے مختلف حسین ودلرباواقعات بیان کیے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کی کس قدر دلجوئی فرماتے تھے۔

امسال سیمینار میں دلچسپی اور خدام کا علم بڑھانے کے لئے جرمنی کے بعض فارغ التحصیل مربیان جو یورپ کے مختلف ممالک میں خدمات دینیہ

بجا لا رہے ہیں کہ ساتھ بیک وقت آن لائن ملاقات کی گئی جس میں مربیان نے ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے عنوان سے اپنے اپنے ملکوں میں تبلیغی سرگرمیوں میدان عمل میں پیش آنی والی مشکلات کے بارے حضرت امیرالمؤمنین کی راہنمائی اور اُن کی قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات اور اللہ تعالیٰ کے اپنی پیاری جماعت کے ساتھ تائید ونصرت، فضلوں اور انعامات کے متعلق بتایا۔

خصوصی نشست

آج کے دن کی آخری اور خصوصی نشست مکرم ومحترم شریف عودہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کبابیر کے ساتھ منعقد ہوئی موصوف نے خلافت احمدیہ کے حوالے سے اپنے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی دعاؤں کو سنتا ہے اور غیرممکن کو ممکن میں بدل دیتا ہے۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے متعلق بڑی غیرت رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو سر سے لیکر پاؤں تک برکت سے بھر دیتا ہے جس چیز کو وہ ہاتھ لگاتے ہیں وہ بابرکت ہو جاتی ہے جس جگہ ان کے قدم پڑتے ہیں وہ جگہ بابرکت ہو جاتی ہے وہ مجسم برکت ہو جاتے ہیں اُن کے کپڑوں میں برکت رکھ دی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

آپ نے خلافت احمدیہ سے اپنے تعلق، قبولیت دعا اور معجزانہ شفا کے متعدد ایمان افروز واقعات بیان کئے ایک واقعہ قدرے اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کو 12 سال کی عمر میں ہارٹ کی تکلیف ہوئی ڈاکٹروں نے چیک کرنے کے بعد کہا کہ اس کے دل کی ایک شریان تو ہے ہی نہیں اور دوسری بھی بہت کمزور ہے اس کا بچنا مشکل ہے۔ اس پریشانی کے عالم میں مَیں نے اپنی اہلیہ سے ذکر کیا کہ اگر حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی اس کے سینے پر لگا دیں تو شاید یہ شفا پا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے استعمال کی ہوئی چیزوں میں برکت وشفا رکھ دیتا ہے۔ ملاقات کے لئے حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن اپنی اس خواہش کو بیان کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور ملاقات کا وقت ختم ہوگیا۔ جب ہم حضور کے کمرے سے باہر نکلنے والے تھے تو حضورؒ نے پکارا کہ بشیر الدین کو میرے پاس لاؤ اور بغیر ہمارے کہے حضور نے اُسے اپنے سینے کے ساتھ لگایا، اپنی انگوٹھی اُس کے دل پر لگائی (جیسا کہ ہماری خواہش تھی جس

کا ہم حضورؒ سے اظہار بھی نہ کر سکے تھے) اور دعا کی اس کے بعد حضور نے اس کی قمیض کے بٹن کھولے اور اُس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور پھر لمبی دعا کی اس کے بعد جب ماہرین ڈاکٹرز نے دوبارہ چیک اپ کیا تو کہا کہ اب تو بیماری کا نام ونشان بھی نہیں ہے تو دیکھیں اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے ہاتھوں میں بھی شفا رکھ دیتا ہے۔

سوال و جواب

سوال:۔حضرت مسیح موعودؑ کا عربی کلام پڑھتے وقت عرب احباب کے کیا تاثرات ہوتے ہیں وہ اس کلام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

جواب:۔نبی کے کلام میں روحانیت ہوتی ہے عام آدمی اور نبی کی تحریر میں یہی فرق ہوتا ہےحضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں میرا کلام ہزاروں تلواروں سے بھی زیادہ تیز اور اثر رکھنے والا کلام ہے جو لوگوں کے دلوں پر وار کرتا ہے۔عودہ صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں فلسطین کی ایک یونیورسٹی میں گیا جہاں میری ایک پروفیسر سے بات ہوئی جو کافی سخت طبیعت کے مالک تھے۔ جب مجھے ان کی طبیعت کا علم ہوا تو میں نے اپنی گفتگو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد تک محدود رکھی اس کلام کو سنتے ہی اُس کا لہجہ نرم ہوگیا وہی شخص جو سخت موقف رکھتا تھا اس کلام کی برکت سے وہ لندن جلسے میں بھی حاضر ہوا۔

سیمینار کا تیسرا دن

موٴرخہ 26دسمبر 2022دن کا آغاز تہجد، نماز فجر اور درس قرآن سے ہوا۔آج کا پہلا لیکچر مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ و صدر سوشل میڈیا کمیٹی نے ’’موجودہ دور میں انٹرنیٹ پر نفرت انگیز تقاریر، اسلام فوبیا اور احمدیت مخالف پروپیگنڈا کے متعلق تفصیل سے بتایا نیز حضورِ انور کی ہدایات کی روشنی میں سوشل میڈیا کے استعمال کے متعلق ہدایات دیں۔

آج کا دوسرا لیکچر مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ نے ’’عربی زبان ام الالسنہ‘‘ کے عنوان سے دیا موصوف نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام اور بزرگان احمدیت کی تحقیق اور ارشادات کی روشنی میں بتایا کہ عربی ہی تمام زبانوں کی ماں ہے اور اسی سے تمام زبانیں نکلی ہیں۔

اس لیکچر کے معاً بعد اجتماعی طور پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لائیو اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ قادیان سنا گیا۔

حضور انور کے خطاب کے بعد مکرم ومحترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کے ساتھ خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں آپ نے خدام سے دوستانہ ماحول میں گفتگو فرمائی۔نماز مغرب کے بعد مربیان کے ساتھ مجلس سوال وجواب کا اہتمام کیا گیا۔

آج کا آخری لیکچر مکرم احسن سعید صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ نے بعنوان ’’محمدی بیگم‘‘ پیش کیا جس میں انہوں نے محمدی بیگم کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی اور اُس پر اٹھنے والے اعتراضات کے جوابات اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی وضاحت بیان کی۔

اختتامی تقریب

مکرم ومحترم آصف محمود باسط صاحب ڈائریکٹر پروگرامنگ MTA انٹرنیشنل نے تبلیغ سیمینار کے اختتامی اجلاس کی صدارت فرمائی۔نماز عشاء کے بعد اس تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم ثمر بٹ صاحب کے حصہ آئی۔مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے عہد دہرایا اس کے بعد مکرم صدر سیمینار نے خدام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ میں کوئی مقرر نہیں بہر حال چند گزارشات ہیں جو آپ کی خدمت میں آج کے موضوع کے حساب سے پیش کرتا ہوں اور وہ ہے ’’مخالف پروپیگنڈا جماعت کے لئے زحمت ہے یا رحمت ہے‘‘۔سچی جماعتوں کو پہنچنے والی تکالیف یا امتحانات کو ہم زحمت تو بہر حال نہیں کہہ سکتے البتہ چیلنج بہت بڑا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اس سے نبرد آزما کیسے ہونا ہے۔آپ نے تاریخ انبیاء کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہوئے فرمایا کہ کون سا ایسا نبی گزرا ہے جس کی جماعت یا تعلیمات کے متعلق پروپیگنڈا نہیں ہوا یا اُن کی ذات پر ظاہری حملے نہ کئے گئے ہوں بلکہ اس مخالفت میں عوام کے ساتھ ساتھ قبیلوں کے سردار اور حکومت بھی ملوث ہوتی تھی۔

آپ نے مسیح موعودؑ کے زمانے کے متعلق آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیش خبریوں اور ایجادات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ :۔

آجکل انٹرنیٹ بہت بڑی ایجاد ہے بہت ساری سہولتیں میسر آگئی ہیں کوئی تحقیق کرنا ہو کچھ بھی تلاش کرنا ہو، کچھ دیکھنا ہو تو ایک کلک کے ذریعہ یہ سب کچھ ممکن ہے۔

لیکن اس کے ساتھ چیلنج میں بھی اضافہ ہوگیا کیونکہ انہی ایجادات اور ذرائع کو مخالفین استعمال کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں جب اُن میں سے کوئی سوشل میڈیا پر جماعت کی مخالفت کرتا ہے تو تمام مخالفین جن کی تعداد ہمارے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اُن کے سنگل کلک کرنے سے وہ پیغام ضرب کھاتا چلا جاتا ہے جس کی تعداد پلک جھپکتے کروڑوں اور اربوں تک پہنچ جاتی ہے۔

کیا ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد ہم پریشان ہوکر بیٹھ جائیں یا ان کی باتوں کو تسلیم کرلیں؟ کیا ان ذرائع سے ہم اپنی بات کو بہتر رنگ میں اور بہتر انداز میں مخالفین تک پہنچا سکتے ہیں جبکہ ہماری تعداد تو محدود ہے۔ذہن میں اٹھنے والے ان سوالات کے لئے سب سے پہلے تو ایمان کی مضبوطی بہت ضروری ہے اور یہ سوچنا چاہئے کہ ہم ایمان کس پر اور کیوں لائے ہیں۔ ہم دعویٰ تو کرتے کہ مسیح آ گیا ہے کیا ہم نے خود بھی سمجھا ہے کہ ہم کس بات پر ایمان لیکر آئے ہیں وہ کون سا انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکر آئے ہیں؟۔تو وہ انقلاب وہ کتابیں ہیں جو آپ نے شدید بیماری کی حالات میں لکھیں۔حضور فرماتے ہیں کہ میں ضعف سے اس قدر نڈھال ہوجاتا ہوں کہ مجھے غنودگی آجاتی ہے پھر اٹھتا ہوں اور پھر وہی لکھنے کا کام شروع کر دیتا ہوں۔کئی بیماریاں آپ کے ساتھ لگی ہوئی تھیں اس کے باوجود جو کام آپ کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اُسے تا دم آخر پورا کیا بلکہ وفات سے ایک شام قبل آپ نے پیغام صلح کتاب مکمل کی۔

مکرم آصف باسط صاحب نے خدام سے پوچھا کہ کیا ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کرلیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کتب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔نوجوان کہتے ہیں کہ زبان مشکل ہے سمجھ نہیں آتی کیا یہ بہانے قابل قبول ہیں؟ فیزکس، کیمسٹری، بیالوجی یا ریاضی وغیرہ مضامین کی اگر سمجھ نہ آرہی ہو تو ہم ٹیوشن لیتے ہیں گاڑی چلانا بھی تو سیکھ لیتے ہیں کیونکہ اس میں ہمارا اپنا شوق اور ضرورت شامل ہوتی ہے۔ بہر حال حصول علم کے لئے کوئی شارٹ کٹ نہیں اس کے لئے مسلسل مطالعہ ضروری ہے۔

جب تک تبلیغ میں مجبوری اور ضرورت پیش نہیں آتی اور جب تک یہ چیز ہماری نیند نہیں اڑاتیں اُس وقت تک ہم اپنے مخالفین سے مقابلہ اور تبلیغ احمدیت نہیں کرسکتے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو دعوی کئے 132سال سے بھی زیادہ ہو چلے ہیں اور جس رفتار سے ہم آپ کا پیغام دنیا میں پھیلا رہے ہیں کیا ہم اس سے مطمئن ہوکر بیٹھ جائیں؟

سو اس پروپیگنڈا کو کم کرنے کے لئے دعاؤں کے علاوہ سب سے پہلا کام مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود ہے۔اس معاشرے میں زیادہ تر لوگ تو ہماری باتیں سننے کو تیار ہی نہیں اُن کو نبیوں اور فرشتوں سے کوئی سروکار نہیں ایسے میں دعا کریں کہ اے اللہ میں مغلوب ہوں میری مدد فرما اور ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔

آپ نے سوشل میڈیا پر کس طرح جواب دیا جائے۔ کے متعلق بتایا کہ پہلے بات کو سنیں فوراً طیش میں نہ آجائیں بلکہ یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ سوال کیا ہے وہ پوچھنا کیا چاہتا ہے اُس کی الجھن کیا ہے فوری طور پر اگر جواب ذہن میں نہیں تو وقت لیں اپنے مربی صاحب صدر صاحب یا مہتمم تبلیغ سے رابطہ کریں پھر تسلی سے جواب دیں اس میں کوئی ہرج نہیں۔

آخر پر آصف محمود باسط صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے دعا کی درخواست کی۔اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے درخواست کی کہ دعا کے ساتھ اس سیمینار کا اختتام فرمائیں۔ اور دعا پر اس سیمینار کا اختتام ہوا۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

خلفاء کا مقام

از روئے ارشادات خلفاء

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں کہ ’’کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلاّں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔‘‘

(الفرقان، خلافت نمبر مئی جون 1967ء صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

’’جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری اس کے پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔‘‘ (حضرت عمرؓ نے) ’’مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 72-73)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ:

’’میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔‘‘

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

فقہی کارنر

شعر کہنا

ایک شخص کا اعتراض پیش ہوا کہ مرزا صاحب شعر کہتے ہیں۔ فرمایا:

آنحضرت ﷺ نے بھی خود شعر پڑھے ہیں۔ پڑھنا اور کہنا ایک ہی بات ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے کل صحابی شاعر تھے۔ حضرت عائشہ، امام حسن اور امام حسین کے قصائد مشہور ہیں۔ حسان بن ثابت نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر قصیدہ لکھا ہے۔ سید عبد القادر صاحب نے بھی قصائد لکھے ہیں کسی صحابی کا ثبوت نہ دے سکو گے کہ اس نے تھوڑا یا بہت شعر نہ کہا ہو مگر آنحضرت ﷺ نے کسی کو منع نہ فرمایا۔ قرآن کی بہت سی آیات شعروں سے ملتی ہیں۔

ایک شخص نے عرض کی کہ سورہ شعراء میں اخیر پر شاعروں کی مذمت کی ہے۔ فرمایا:

وہ مقام پڑھو۔ وہاں خدا نے فسق و فجور کرنیوالے شاعروں کی مذمت کی ہے اور مومن شاعر کا وہاں خود استثناء کر دیا ہے۔ پھر ساری زبور نظم ہے، یرمیاہ، سلیمان اور موسیٰ کی نظمیں تورات میں ہیں اس سے ثابت ہوا کہ نظم گناہ نہیں ہے ہاں فسق و فجور کی نظم نہ ہو۔ ہمیں خود الہام ہوتے ہیں بعض ان میں سے مقفی اور بعض شعروں میں ہوتے ہیں۔

(البدر 27 مارچ 1903ء صفحہ 74)

(داؤد احمد عابد۔ مربی سلسلہ برطانیہ)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ایک دفعہ کا جو تفقّہ فی الدین ہے اُس وقت فائدہ رساں رہتا ہے جب تک اُس میں ساتھ ساتھ تازہ علم شامل ہوتا رہے۔ تازہ پانی اُس میں ملتا رہے۔ اسی طرح جو جامعہ میں نہیں پڑھ رہے، اُن کو بھی مسلسل پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ جو واقفینِ نَو دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہوں اُن کو دینی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ جتنا لٹریچر میسر ہے، اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ قرآنِ کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو جو کتب اُن کی زبانوں میں ہیں اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 18/ جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

شکل وصورت انسان کا پہلا تعارف ہے، انسان کا دوسرا اور اصل تعارف اسکے اخلاق ہیں، اپنا دوسرا تعارف مکمل کرلیں اتنا مکمل کرلیں کہ لوگ پہلا تعارف بھول جائیں، جب بولیں تو محبتوں کی سلطنت کے بادشاہ بن کر، سوچ سمجھ کر اور دوسرے کی بات کو اچھی طرح سن کر اور سمجھ کر، صرف جواب دینے اور سبقت لے جانے کی غرض سے نہیں، کیونکہ زندگی کی سختیوں کے درمیان ہر وہ لمحہ حسین ہے جس میں محبت کا جواب محبت سے ملے۔ مگر محبت کا مطلب صرف اچھا اچھا اور میٹھا میٹھا ہرگز نہیں اس کا مطلب ہر قیمت پر بھلائی اور بہتری چاہنا ہے، چاہے اس کے لئے کڑواہٹ اور سختی سے بھی کام لینا پڑے ضرور لیں۔

(کاشف احمد)

طلوع وغروب آفتاب

22فروری2022ء		طلوعِ فجر	غروبِ آفتاب
مکہ مکرمہ	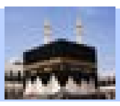	05:30	18:22
مدینہ منورہ	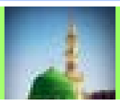	05:32	18:20
قادیان	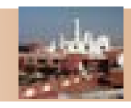	05:42	18:21
ربوہ		05:22	18:01
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:33	17:31